مختصر

حیات مجاہد ملت

مفتی محمد مجاہد حسین حبیبی



ناشر

مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ، توپسیا

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا مغربی بنگال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر

حیات مجاہد ملت

مرتب: مفتی محمد مجاہد حسین حبیبی

ناشر

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا مغربی بنگال

٦/ تالتلہ لین، کولکاتا۔ ١٤



Al-Barkaat
Educational Institutions
EDUCATION QUALITY DEVELOPMENT

Prof. Syed Muhammad Amin
President

Al-Barkaat
Educational Society (Regd.)

پیغام

مورخہ ۱۷رفروری ۲۰۱۰

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے مبارک ومسعود موقع پر آل انڈیا تبلیغ سیرت، مغربی بنگال بارہ مفید کتابوں کی کہکشاں سجا رہی ہے۔ میرا کئی سالوں سے یہ مشاہدہ ہے کہ ہماری جماعت میں کئی ایسے فعال نوجوان بڑے حوصلے کے ساتھ میدان تخلیق وتحقیق میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے مسلسل سعی کر رہے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہے کہ لکھنے والوں کو تحریک ملی اور پڑھنے والوں کے ذوق وشوق کو بالیدگی۔ جو ہماری جماعت کے لئے بڑی موثر اور خوش آئند بات ہے۔

مولانا مجاہد حسین حبیبی قادری کا شمار جماعت اہل سنت کے ان فاضل نوجوانوں میں ہوتا ہے جن سے مستقبل میں بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ موصوف ماہنامہ ''تبلیغ سیرت'' کی اشاعت کے ذریعہ خطہ بنگال میں مذہب ومسلک کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تبلیغ سیرت نے جن ۱۲ کتب کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے وہ اپنے موضوعات کے انتخاب کے حوالہ سے قابل تحسین عمل ہے جس میں عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ اصلاح امت کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آقا سید عالم ﷺ سے سچی محبت کے اظہار کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔

میں مولانا مجاہد حسین حبیبی صاحب اوران کے رفقاء کو ان کی اس کاوش پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے اس نیک عمل کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مستقبل میں مزید تر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقط والسلام

سید محمد امین قادری
خادم سجادہ آستانہ عالیہ، برکاتیہ، مارہرہ شریف
حال مقیم، کبیر کالونی، جمال پور، علی گڑھ

Anoopshahr Road, Aligarh - 202 002 (U.P.) India
Phone: +91-571-2404117, 3091307, 3091308, 3091309

پیغام

نجیب ملت حضرت **علامہ سید شاہ محمد نجیب حیدر نوری** صاحب قبلہ

نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ، مارہرہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ سہ ماہی رسالہ ''تبلیغ سیرت'' کلکتہ کے ایڈیٹر مولانا مجاہد حسین حبیبی صاحب نے'' آل انڈیا تبلیغ سیرت'' (مغربی بنگال) کے نام سے ایک علمی اکیڈمی قائم کی ہے، جہاں سے وقتا فوقتا اہل سنت و جماعت کے عوام کی ضرورت کے مطابق کتابچے اور سنی لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں۔

حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے عرس مبارک کے حسین موقع پر انہوں نے'' مختصر حیات مجاہد ملت'' جیسا کتابی تحفہ پیش کرنے کی جو تجویز بنائی ہے وہ عاشقان حضور مجاہد ملت کے لیے بڑا قیمتی ہوگا۔ حضور مجاہد ملت کی شخصیت علم وفضل اور تقوی وطہارت کی ایسی حسین سنگم تھی، جس کی نظیر اس دور میں نایاب نہ سہی تو کمیاب ضرور ہے۔ ان کی مکمل زندگی عشق رسول کی آئینہ دار تھی۔ سرزمین بنگال واڑیسہ میں جو انہوں نے اصلاح وتبلیغ کی مہم چھیڑ رکھی تھی وہ بڑی مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔

ایسے اسم بامسمی مجاہد ملت کی حیات کے مخفی گوشے عوام وخواص پر آشکار ہوں، اس کے لیے مولانا مجاہد حسین حبیبی صاحب کی کوششیں بڑی قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔

میں مولانا مجاہد حسین حبیبی صاحب اور ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنے والے تمام ساتھیوں کو ایسی نیک کوشش پہ دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں، اور رب تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے، اور آئندہ بھی دینی، ملی اور علمی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط والسلام

سید نجیب حیدر نوری

نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ

مارہرہ مطہرہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسول الکریم امابعد :زیر نظر کتاب کی ترتیب کی وجہ یہ بات ہوئی کہ عرصے سے احباب تقاضا کررہے تھے کہ حضور مجاہد ملت کے حالات زندگی پر کوئی مختصر سی کتاب شائع کی جائے تاکہ عام لوگوں کے لیےاس کا خریدنا اور پڑھنا دونوں ہی آسان ہوسکے۔

ہمارے لیے سعادت کی بات یہ ہے کہ نوائے حبیب کا مجاہد ملت نمبر، تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبراور کرامات مجاہد ملت کے بعد مختصر حیات مجاہد ملت کے شائع کرنے کا اعزاز تحریک آل انڈیا تبلیغ سیرت مغربی بنگال کو حاصل ہورہی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کتاب کی ترتیب میں بطور خاص جن حضرات کے مضامین سے میں نے استفادہ کیا ہےان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

خلیفہ حضور مجاہد ملت عاشق رسول حضرت مولانا شاہ محمد عارف ضیائی مدنی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی ،حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی قادری ،خلیفہ مجاہد ملت حضرت مولانا الحاج مدثر حسین حبیبی صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ تبلیغ سیرت مغربی بنگال، پروفیسر شاہد اختر حبیبی ،صدر شعبہ اردو،حاجی محمد محسن کالج ہگلی، ڈاکٹر شوکت علی صدیقی جھارکھنڈ، مولانا اختر حسین فیضی مصباحی،مولانا فروغ احمد مصباحی حبیبی وغیرہ۔

کمپوزنگ اور تصحیح میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے پھر بھی غلطی کا امکان بعید از قیاس نہیں۔لہٰذا کمپوزنگ کی غلطی نظر آنے پر ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کا خیال رکھا جاسکے۔

فقط والسلام

دعاؤں کا طالب :محمد مجاہد حسین حبیبی
نائب سکریٹری آل انڈیا تبلیغ سیرت ،مغربی بنگال،
یکم جمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ فروری ۲۰۱۱ء

منقبت مجاہد ملت

از۔نتیجۂ فکر مولینا جمیل الرحمٰن رضوی (مچھوا) کولکاتا۔

وفا خلوص محبت مجاہد ملت
سراپا عز و شرافت مجاہد ملت
امین دین و شرافت مجاہد ملت
ہیں راز دار حقیقت مجاہد ملت
علی کے در کی کرامت مجاہد ملت
رضا کے فکر کی حدت مجاہد ملت
نفس نفس کی نفاست مجاہد ملت
نظر نظر کی ضرورت مجاہد ملت
بفیض صدر شریعت مجاہد ملت
قسیم علم نبوت مجاہد ملت
اپنے نبی کی عنایت مجاہد ملت
ملی ہے آپ کو جنت مجاہد ملت
نہ بھول پائے گی امت مجاہد ملت
حرم میں تیری سیادت مجاہد ملت
شگفتہ پھول کی نزہت مجاہد ملت
جمیلؔ خستہ کی حاجت مجاہد ملت

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	تاریخ ولادت	7	30	جنگ آزادی کے سپاہی	39
2	تعلیم وتربیت	7	31	غازی پور جیل	40
3	شادی	8	32	سلطان پور جیل	43
4	خلافت واجازت	8	33	بیر علی جیل	51
5	معاصرین	9	34	دینی درد	53
6	درس وتدریس	9	35	صدر جمہوریہ کے نام خط	55
7	بشارت اعلیٰ حضرت	11	36	غیر مسلموں سے گزارش	58
8	سراپا	13	37	مناظرہ	59
9	سادگی	14	38	نجدی قاضی سے پہلا مباحثہ	62
10	انکساری	14	39	نجدی قاضی سے دوسرا مباحثہ	68
11	مہمان نوازی	15	40	مدینہ میں گرفتاری	71
12	خوش مزاجی	16	41	شیخ عبدالعزیز کی بددیانتی	73
13	صبر وشکر	17	42	مرض وصال	76
14	تقویٰ	17	43	آخری خط	77
15	حق گوئی وبیباکی	19	44	وصال	78
16	عصری تعلیم کی حوصلہ افزائی	20	45	جنازہ	79
17	احترام سادات	22	46	اکابرین کی نظر میں	81
18	خانوادۂ اعلیٰ حضرت	23	47	کرامات	88
19	اولیا کے آستانوں پر حاضری	23	48	دلی حالات پر آگاہی	88
20	عشق رسول	24	49	شاگردوں کو پانی پلایا	89
21	حج وزیارت	24	50	غیبی نظر	91
22	سرکار کی زیارت	26	51	بحری جہاز رک گیا	91
23	سخاوت	27	52	اعضا سے تسبیح کی آواز	92
24	مسجد اعظم	32	53	آواز کھل گئی	93
25	خلفا	32	54	جیل کی سلاخیں بے اثر	94
26	آل انڈیا تبلیغ سیرت	34	55	نگاہ ولایت	96
27	خاکساران حق	36			
28	سماجی خدمات	38			
29	روداد اسیری	38			

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تاریخ ولادت

حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی ہاشمی علیہ الرحمہ کی ولادت ۸؍محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ۲۶؍مارچ ۱۹۰۴ء بروز شنبہ (اتوار) دھام نگر، ضلع بالیسر صوبہ اڑیسہ کے رئیس اعظم حضرت عبدالمنان علیہ الرحمہ کے گھر ہوئی محض چار سال کی عمر میں والد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا اور آپ یتیم ہوکر اپنے شفیق چچا جناب عبدالدیان کی کفالت اور آغوش تربیت میں آگئے۔

تعلیم وتربیت

آٹھویں درجہ تک اسکول اور پھر مدرسہ حمیدیہ (دھام نگر) میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ بچپن ہی سے آپ پر مذہبی رنگ غالب تھا حضرت مولانا شاہ ظہور حسام مانک پوری کے درس تصوف نے آپ کو مزید صوفی مزاج بنادیا۔ پھر آپ ہی کی ہدایت پر مجاہد ملت نے ۱۳۲۴ھ میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لے کر اپنے سلسلہ تعلیم کو آگے بڑھایا۔ یہاں آپ نے مولانا نجم الدین بہاری و مولانا عبدالرحمٰن بادشاہ پوری سے درس نظامی کی منتہی کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا عبدالکافی الہ آبادی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد اور عم محترم حضرت مولانا عبدالسبحان کی یاد میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد قائم فرمایا تھا۔ الہ آباد کے بعد دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی اور دیگر اساتذہ سے آپ نے منقولات و معقولات کی اہم ترین کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ آخر میں صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی خدمت میں رہ کر چند کتابیں آپ سے پڑھیں اور آپ ہی کے مدرسہ اہلسنّت (جامعہ نعیمیہ) میں مدرس بھی ہوئے مگر کچھ ہی دنوں بعد جب شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالکافی علیہ الرحمہ انتقال فرما گئے تو ۱۹۳۴ء میں الہ آباد واپس آکر مدرسہ سبحانیہ کے صدر مدرس ہوگئے۔

شادی

دوران تعلیم ۹ ر رجب ۱۳۴۰ھ کو آپ کی شادی آپ کے چچا حضرت عبدالدیان علیہ الرحمہ کی صاحبزادی ام سلمہ رحمتہ اللہ علیہا سے انتہائی سادگی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی جاگیردار و زمین دار گھرانوں میں ان تقریبات میں جس فضول خرچی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے یا امارت اور بڑائی ظاہر کی جاتی ہے اس قسم کی کوئی بات حضور مجاہد ملت کی شادی میں نہیں دیکھی گئی۔ دعوت کی تقسیم میں کسی تخصیص کا لحاظ نہیں رکھا گیا بلکہ دھام نگر اور اطراف و جوانب کے تمام لوگوں کی ضیافت کشادہ قلبی کے ساتھ کی گئی۔ (تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص: ۸۷)

خلافت، اجازت، اساتذہ

جن جلیل القدر علما و مشائخ سے آپ کو شرف درس و بیعت و اجازت و خلافت و استفادہ و استفاضہ حاصل ہے ان میں نمایاں اور مشہور نام یہ ہیں:

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالکافی الہ آبادی علیہ الرحمہ۔

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ۔

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی علیہ الرحمہ۔

صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ۔

صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ۔

مفتی اعظم حیدرآباد دکن حضرت مولانا عبدالقدیر بدایونی فرزند تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ۔

حضرت مولانا مصباح الحسن پھپھوندوی فرزند حافظ بخاری حضرت سید شاہ عبدالصمد پھپھوندوی مؤخرالذکر دونوں حضرات نے سند حدیث سے نوازا تھا۔ آپ بیعت حضرت مولانا عبدالکافی سے تھے لیکن متعدد بزرگوں سے کئی سلاسل اور حجۃ الاسلام سے جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ (تین برگزیدہ شخصیتیں ص ۱۶۷ تا ۱۶۸ از: مولانا یٰسین اختر مصباحی)

معاصرین

مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں سرکار مجاہد ملت کے ہم درس جو حضرات تھے ان کے نام کچھ اس طرح ہیں۔ حضرت مولانا سردار احمد خان محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ۔
صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ۔
حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ۔
امین شریعت حضرت مولٰینا رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ۔
شمس العلماء حضرت قاضی شمس الدین صاحب جونپوری علیہ الرحمہ وغیرہ۔
یہ وہ عظیم الشان جماعت تھی جس پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان کو ہمیشہ فخر رہا۔
(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص: ۸۷)

مجاہد ملت اور درس وتدریس

ایک ماہر مدرس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو آسان سے آسان بنا کر طلبہ کے سامنے رکھے تاکہ ادنیٰ درجہ کا طالب علم بھی اچھی طرح سے اس بات کو سمجھ جائے۔ اسی طرح ایک استاذ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم کا چہرہ دیکھ کر اندازہ کرلے کہ سبق کا مفہوم اس نے سمجھ لیا یا نہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن میں تجربہ کے ساتھ خداداد ذہانت وفطانت بھی درکار ہے۔

حضور مجاہد ملت کو اگرچہ باضابطہ طور پر درس گاہ میں زیادہ دنوں تک مسند نشیں ہونے کا موقع نہ ملا مگر اس کے باوجود کسی بھی مسئلے کو آسانی کے ساتھ بیان فرمادیتے اور انداز ایسا ہوتا کہ طلبہ بڑے بڑے مسئلہ کو سہل تر تصور کرنے لگتے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ پیش کیا جاتا فوراً شافی کافی جواب عنایت فرماتے۔

حضور مجاہد ملت کی تدریسی زندگی کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کے علمی فیض سے فیضیاب ہونے والے بہت سے ایسے طلبہ بھی تھے جو خود کفیل نہیں تھے یا جن کے خانگی حالات انہیں تعلیم وتعلم کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ ایسے طلبہ کے لیے حضرت اپنی جیب خاص

سے انتظام فرماتے بلکہ مولانا عبدالرب مرادآبادی کے گھر کا بھی خرچ ایک زمانے تک حضرت نے ہی برداشت فرمایا۔مولانا شاہ حکیم محمد یونس رقم طراز ہیں ''طلبہ کے خوردونوش کا انتظام اپنی جیب خاص سے فرماتے۔تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور فلسفہ ومنطق پر حاوی تھے۔طلبہ کو پڑھاتے ہوئے ایسی نفیس تقریر فرماتے کہ ذہن و دماغ میں پورے طور سے اتر جاتی اور طلبہ مطمئن ہوجاتے۔طلبہ کے اعتراضات کے جوابات بھی نہایت مدلل اور معقول مرحمت فرماتے تھے۔حضرت بحرالعلوم آپ کے علمی کمالات کے تعلق سے فرماتے ہیں۔''میری نگاہ میں آپ اپنے وقت کے ایک عبقری عالم تھے، اندازہ ہے کہ درس نظامی میں جتنے علوم عام طور سے پڑھائے جاتے ہیں مولانا رحمتہ اللہ علیہ کو ان پر ماہرانہ دسترس حاصل تھی اور غیر معمولی استحضار تھا۔دھوم اگر چہ علوم عقلیہ میں تھی۔لیکن حدیث وفقہ، تفسیر وکلام، کون سا علم تھا۔جس پر آپ کو یکساں قدرت حاصل نہ ہو۔(ایضاً ص249)

علامہ مشتاق احمد نظامی فرماتے ہیں اور ہماری درس گاہوں میں میر قطبی کے بعد ملاحسن پڑھائی جاتی ہے، لیکن علوم و معارف کے اس بحرِ زخار نے جب درسگاہ سنبھالی تو ملاحسن کی جگہ شرح مرقات جیسی معری کتاب کو جس پر ایک سطر کا حاشیہ تک نہیں اسے داخل نصاب کیا اور اسی کتاب میں ملاحسن ملاجلال اور قاضی حمد اللہ تک کے مباحث کو کھنگال دیتے جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ انہیں معقولات پر کسی حد تک ید طولیٰ حاصل تھا۔ (ایضاً ص295)

آپ نے ۱۹۳۴ء میں مدرسہ سبحانیہ کی صدر مدرسی قبول فرمائی اور ذہین طالب علموں کے ایک قافلے کے ساتھ الہ آباد وارد ہوئے۔آپ ان تمام طلبہ کی رہائش اور تعلیم کا خرچ جیب خاص سے ادا فرماتے رہے۔آپ نے اپنے دور تدریس میں جن نابغۂ روزگار ہستیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے علم دین کی اشاعت کی ذمہ داری سونپی ان میں سے چند مشہور ہستیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔حضرت مولٰینا نظام الدین صاحب بلیاوی علیہ الرحمہ

۲۔حضرت مولٰینا عبدالرب صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

۳۔حضرت مولٰینا الحاج نعیم اللہ خان الہ آبادی علیہ الرحمہ

۴۔حضرت مولٰینا مفتی عبدالقدوس صاحب بھدرکی علیہ الرحمہ

۵-حضرت مولٰینا معین الدین صاحب سلطان پوری

۶ -حضرت مولٰینا سید عبدالحیٔ اجمیری ثم جے پوری

۷-حضرت مولٰینا مشتاق احمد نظامی صاحب الہ آبادی علیہ الرحمہ

۸-حضرت مولٰینا صوفی مسعود حسین صاحب مرادآبادی

۹ -حضرت مولٰینا مجیب الرحمٰن صاحب بھاگلپوری

۱۰ -حضرت مولٰینا غلام مصطفٰی صاحب بھاگلپوری

۱۱ -حضرت مولانا قاری مقبول حسین صاحب الہ آبادی

۱۲ -حضرت مولٰینا عاشق الرحمٰن صاحب الہ آبادی

سرکار مجاہد ملت کی حیات مبارکہ کا ایک بڑا حصہ چوں کہ ملی سربلندی اور سرفرازی کی کوششوں نیز بدعقیدگی کے خلاف جنگ میں گزرا اس لیے لوگوں کو ان کی علمی تبحر کا کما حقہ، اندازہ نہ ہوسکا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی تک مختلف علوم میں اپنے ہم عصر علماء میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ معقولات پر ان کی دسترس کا یہ عالم تھا کہ ان کے زمانے کے بڑے بڑے عالم کو ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں تھا۔ جس طرح میر نے نکات الشعراء میں اپنے عہد میں پونے تین شاعروں کا وجود تسلیم کیا تھا بیسویں صدی کے معقولات کے ایک مستند عالم صدرالعلماء حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ نے ٹھیک اسی طرح اپنے عہد میں معقولات کے ڈھائی عالموں کا وجود تسلیم کیا تھا۔ بقول ان کے معقولات پر ان کے علاوہ پوری دسترس اگر کسی کو حاصل تھی تو وہ سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی ذات تھی اور ان کے توسط سے ان کے شاگرد مولٰینا محمد نظام الدین بلیاوی شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کو نصف رسائی۔ سرکار محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے بھی سرکار مجاہد ملت کے تبحر علمی کو اس طرح خراج تحسین پیش فرمایا تھا۔

''مجاہد ملت شاہ حبیب الرحمٰن علم کے بادشاہ ہیں''۔ (ایضاً ص 88)

بشارت اعلیٰ حضرت

۲۵ ر صفر ۱۳۴۰ھ کو مجدد وقت دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔ ملک میں ہر طرف انار کی

پھیلی ہوئی تھی۔ نت نئے فتنے روزانہ سر اٹھائے کھڑے ہوتے۔ خدام رضا کے ہاتھوں سے ابھی تدفین کی مٹی بھی نہیں دھلی تھی۔ صرف خانوادۂ رضا کے شہزادگاں ہی نہیں۔ بلکہ سرزمین بریلی میں بچہ بچہ اداس تھا۔ حضور حجۃ الاسلام کی آنکھوں سے اشک باری کا سلسلہ نہیں ٹوٹ رہا تھا۔ ایک طرف والد گرامی کی رحلت کا صدمہ۔ دوسری جانب ملت اہل سنت کی کسمپرسی کی فکر۔ اب کون ہے جو ہماری دادرسی کرے۔؟ اور کشتیٔ اہل سنت کے ناخدا کی رحلت کے بعد نت نئے فتنوں کا سد باب کیسے ہو۔ باطل مذاہب کی یلغار اور پیہم حملوں سے حفاظت کے لیے کون آگے بڑھے؟ امام اہل سنت کے وصال کو تیس دن ہو گئے تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے دل دردمند اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں اپنا دکھڑا پیش کیا مزار مبارک پر مراقب بیٹھے رہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اہل سنت کے امام دردمندوں کے سہارا امام احمد رضا قدس سرہٗ تشریف فرما ہیں۔ اپنے شہزادہ سے فرماتے ہیں۔

''تم اتنے پریشان کیوں ہو؟' ادھر دیکھو۔ یہ کہہ کر ایک جانب اشارہ کیا اور فرمایا اس شخص کا نام حبیب الرحمٰن ہے۔ یہ صوبہ اڑیسہ کے قصبۂ دھام نگر میں رہتا ہے۔ لاکھوں کی زمینداری وصول کرتا ہے۔ مگر اس شاہی میں بھی فقیری کو عزیز رکھتا ہے۔ یہی وہ مجاہد ہے جو باطل کے خلاف، آواز حق کی بلندی میں سستی نہیں کرے گا۔ بلکہ قوم وملت کی رہنمائی میں اپنا سب کچھ قربان کر دے گا۔

وقت کا پہیہ رواں دواں رہا دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں کی شکل اختیار کرتے گئے اور اب سیدنا اعلیٰ حضرت کے وصال کو ایک سال ہونے کو آیا۔ دور دراز سے فدا کاران رضا بریلی شریف کا رخ کرنے لگے۔ بالخصوص حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور ان کی درس گاہ سے علم کا نور پانے والے تلامذہ جنہوں نے اپنے ہر سبق کے ساتھ مجدد وقت کی عبقریت کا سبق پڑھا تھا پچیس صفر المظفر کی تاریخ آنے پر روحانیت کا سودا خریدنے کے لیے محلّہ سوداگران پہنچنے لگے۔ مزار امام سے لے کر مسجد امام تک عشاق اور نیازمندوں کی بھیڑ جمع تھی امام احمد رضا کے جانشین حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے ان فدا کاروں میں ایک انیس سالہ نوجوان کو۔ گوشہ میں مصروف تلاوت دیکھا۔ یک بیک ٹھٹک گئے۔ ٹھیک اگیارہ ماہ پیشتر۔ سیدنا اعلیٰ حضرت میرے والد گرامی نے جس نوجوان کا پیکر مجھے دکھایا تھا۔ کیا یہ وہی

نوجوان نہیں ہے؟ سر پر دو پلی کلاہ - روشن چہرہ پر سیاہ ڈاڑھی کا باریک خط - لمبا کرتا - اور لنگی میں ملبوس ایک صالح نوجوان جس کی پیشانی سے سعادت کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ حجۃ الاسلام آگے بڑھ کر بے قراری کے ساتھ پوچھتے ہیں۔ کیا تمہارا نام حبیب الرحمٰن ہے۔

زمین دار ہو-؟

مجاہد ملت نے ہر دو سوالات کا ادب سے جواب دیا۔ جی حضور!

پھر کیا تھا حجۃ الاسلام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ لپک کر نوجوان کو سینے سے لگا لیتے ہیں۔ آنکھوں سے اشکوں کا آبشار پھوٹ پڑتا ہے۔ جنہیں دیکھ کر مجاہد ملت بھی آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

مدت سے جس کو ڈھونڈ رہی تھی نگاہ شوق
کھویا ہوا وہ آنکھ کا تارا تو ہی تو ہے

مجدد عصر نے اپنے شہزادے کو جس نوجوان کو مستقبل میں دین کا پشتیبان بتایا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ وہ انسانیت کا خادم۔ فقر و درویش کا مرقع بن کر زندگی بھر صحرائے حیات میں اپنے ننگے پیروں کو لہولہان کرتا رہا۔ (ایضاً ص206 تا 207)

مجاہد ملت، سیرت، عمل اور کردار

مجاہد ملت کا قد میانہ تھا۔ ہونٹ ترشے ہوئے جیسے پھول کی دو کومل پتیاں یکجا کر دی گئی ہوں۔ گفتگو کے وقت ان کا آپس میں ملنا ایک عجیب سماں پیدا کرتا تھا۔ دانت چھوٹے بالکل سفید موتیوں کی طرح چمکتے رہتے۔ آنکھیں گول، سفید و سیاہ جن میں تدبر اور تفکر کی گہرائی اور ذہانت و ذکاوت کی پرچھائیاں ہوا کرتی تھیں۔ داڑھی بھری ہوئی اور سفید مونچھیں، چہرہ کتابی، مسکراہٹ بہت دلکش ہوتی تھی۔ ہنسی ہمیشہ زیر لب ہوا کرتی تھی آواز میں کرختگی نام کو نہیں تھی مگر پتلی بھی نہیں تھی۔ سر بڑا، پیشانی چوڑی تھی، سر پر ہمیشہ دو پلی ٹوپی رہا کرتی، نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو عمامہ باندھ لیا کرتے جو عموماً سفید رنگ کا ہوتا۔ چلتے تو قدم تیز اٹھتے نگاہیں نیچی رہا کرتیں، چال میں وقار کے ساتھ انکسار شامل ہوتا۔ انگلیاں متناسب تھیں، چوڑا سینہ، کلائیاں نہ چوڑی نہ پتلی، لانبی گردن، ستواں ناک، یہ وجیہ سراپا سرکار مجاہد ملت کا تھا

جس کو دیکھتے ہی دل میں عقیدت و محبت موجزن ہو جاتی تھی ۔(ایضاً ص100)

سادگی

امارت اور جاگیرداری کے ماحول میں آنکھیں کھولنے والے سرکار مجاہد ملت کا مزاج بچپن سے سادہ تھا۔ پاجامہ پہننے سے رغبت بچپن میں بھی نہیں تھی۔ نوجوانی میں چیک کی لنگی اور لمبا کرتا زیب تن کرنے کے بعد عموماً سفید تہبند اور کرتا پہنا کرتے، آسمانی رنگ کے کپڑے زیب تن کرنے سے اجتناب فرماتے، کھانے پینے میں مرغن چیزوں سے رغبت نہیں تھی۔ سادہ کھانا پسند فرماتے مگر موسمی پھلوں سے بڑا پیار تھا خصوصاً آم بہت شوق سے کھایا کرتے۔ مچھلی سے بھی شوق سے کھاتے تھے۔ گفتگو سادہ ہوا کرتی۔ تکلف نہ لباس میں تھا نہ رہائش میں، نہ خوراک میں، نہ گفتگو میں۔ اس طرح سادہ گفتگو سن کر ان کی علمیت کا اندازہ بمشکل ہوتا مگر جب کوئی علمی نکتہ وضاحت طلب ہوتا یا مناظرے میں مخالف کے سوالوں کا جواب ضروری ہوتا تو علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا۔(ایضاً ص: 100)

انکساری

منکسر المزاجی اخلاقیات کی تکمیل کرتی ہے۔ مجاہد ملت، جنہیں رب قدیر نے دنیاوی جاہ وحشمت، علم وحکمت اور اسرار باطنی کی دولتوں سے نوازا تھا، لیکن اپنے آپ کو حقیر بنا کر پیش کرنا ان کی فطرت کا لازمی حصہ بن گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوانی کی تحریروں اور تقریروں سے آخری ایام کی تحریر و تقریر تک اپنے لیے ”فقیر“ کا استعمال کبھی متروک نہ ہوا۔ کسی نے کہا حضور مجھے شرف بیعت سے نواز یئے فوراً گویا ہوئے ”کسی اچھے پیر صاحب کے پاس جاؤ میری صورت دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ۔ میں گنہگار آدمی ہوں۔

انکساری لباس اور حال ہی میں نہیں بلکہ گفتگو اور معاملات میں بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح اور روشن ہوا کرتی۔ معمولی سے معمولی آدمی نے دست بوسی کی تو آپ نے فوراً اس کا ہاتھ چوم لیا۔ اس معاملے میں تعجیل کا یہ عالم تھا کہ ارادت مند نے مصافحہ کیا اور ابھی وہ دست بوسی کا ارادہ کر ہی رہا ہے اس کا ہاتھ چوم لیا گیا۔ ناچیز نے یہ مثال دوسری

جگہ دیکھنے کی خوش نصیبی تا حال حاصل نہیں کی ہے۔ بہت معمولی درجے کے مولویوں کو بھی دیکھا ہے کہ عقیدت مندوں کی بھیڑ کو اپنا دونوں ہاتھ چومنے کے لیے دے دیا ہے اور چہرے کی چمک دل کی پوشیدہ مسرت اور فخر کا اظہار کر رہی ہے۔

مجاہد ملت کی انکساری کے بہت سارے واقعات بکھرے پڑے ہیں ان میں ایک واقعہ راج گانگ پور کا ہے جو اڑیسہ چھتیس گڑھ کی سرحد پر واقع ہے وہاں سرکار مجاہد ملت کی صدارت میں دو روزہ اجلاس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پہلے روز کے جلسے میں سرکار مجاہد ملت تشریف لے گئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون حضرت ہیں آپ نے فرمایا فقیر کو حبیب الرحمٰن کہتے ہیں۔ میزبانوں نے ٹھہرایا واجبی سی مدارات کی دوسرے مقررین نہیں پہنچ سکے دوسرے دن کے اجلاس سے قبل راز الہ آبادی تشریف لے گئے پوچھا کل کا جلسہ کیسا ہوا لوگوں نے بتایا صرف ایک مولوی صاحب آئے انہوں نے ڈیڑھ گھنٹے تقریر کی دیکھئے آج کون کون لوگ آتے ہیں۔ راز الہ آبادی نے پوچھا وہ رات والے مولوی صاحب کہاں ہیں میزبانوں نے قیام گاہ پر پہنچایا تو دیکھا سرکار مجاہد ملت چند ضعیف لوگوں سے محو گفتگو ہیں رات کے جلسے میں راز صاحب نے سرکار مجاہد ملت کے مرتبے سے لوگوں کو آگاہ کیا تو لوگ متوجہ ہوئے۔ راز نے شکایت کی کہ حضور آپ کی منکسر المزاجی بڑا نقصان پہنچاتی ہے سرکار نے فرمایا آئندہ بڑا سائن بورڈ لے کر چلوں گا تاکہ لوگ مجھ سے متعارف ہو سکیں۔ (ایضاً ص:101,100)

مہمان نوازی

مجاہد ملت کی مہمان نوازی کا عالم بھی خوب تھا۔ دھام نگر شریف میں عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے موقع پر بڑا اہتمام ہوتا لنگر تقسیم ہوتا جس میں تقریباً دس ہزار افراد کی شرکت ہوتی۔ حضرت مجاہد ملت کی بے چینی ایسے موقع پر قابل دید ہوتی انتظام میں کوئی نقص نہ رہ جائے، کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہو، مہمانوں کے غول میں پہنچ کر پوچھا جاتا آپ نے کھانا کھایا، آپ نے چائے پی، اماں حضور (اہلیہ محترمہ حضور مجاہد ملت) کے وصال کے بعد چہلم میں عاجز کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ملک کے گوشے گوشے سے ارادت مندوں کی بھیڑ اکٹھی تھی۔ علمائے کرام سے دین کی سربلندی کے عملی اقدامات پر

گفتگو ہورہی ہے۔ مقامی لوگوں کے مسائل سنے جارہے ہیں اوران کا تصفیہ کیا جارہا ہے۔لنگر کے انتظامات کیے جارہے ہیں اور ساتھ ہی ہر پہنچنے والے سے یہ پوچھا جارہا ہے کہ کوئی تکلیف تو نہیں۔آپ نے چائے پی، آپ نے کھانا کھایا، ذرااس بلند قامت شیخ طریقت اور بحرالعلوم کی ذات پرنظر رکھئے اور پھر بالکل عام لوگوں کی مزاج پرسی اورضیافت دیکھتے تو دیکھتے رہ جایئے۔مہمان نوازی کی یہی وہ صفت تھی جوانہیں مدارس دینیہ میں مقیم مہمانان رسول کی امدادواعانت پر ہمہ وقت آمادہ رکھتی۔دھام نگرا سٹیٹ کا ایک بڑا حصہ اسی مہمان نوازی کی نذرہوگیا۔(ایضاً ص: 101)

خوش مزاجی

مجاہد ملت کبھی کبھی کسی بات پر ایسا جملہ فرمادیتے کہ لوگوں کے چہرے متبسم ہوجاتے یابات بات میں ایسی بات فرمادیتے کہ حاضرین مسکرائے بغیر نہ رہ پاتے۔عاجز ایک ایسی محفل میں موجودتھا جس میں ایک غیرمسلم نے فریاد کی کہ حضرت میرالڑکا گم ہوگیا ہے آپ کوئی تدبیرفرمادیں کہ لڑکا واپس مل جائے۔حضرت نے ایک تعویذلکھ کر دیااور کہا کہ پاک صاف جگہ پرکسی پتھر سے دبادیا جائے۔وہ جانے لگا تو سرکار نے مسکرا کر کہا سنو بھائی تم کیا جانو کہ پاکی کسے کہتے ہیں۔تم تو گائے کا گوبراوراس کا پیشاب لے کرزمین لیپتے ہو اور کہتے ہو کہ پاکی۔تو پاخانہ پیشاب والی پاک جگہ نہیں مٹی اور پانی والی پاک جگہ۔ حاضرین کے چہرے پرمسکراہٹ دوڑگئی اوراس غیرمسلم نے بھی مسکرا کراعتراف کیا کہ واقعی وہ لوگ ناپاکی کوہی پاکی خیال کرتے ہیں۔

ایک بار مجاہد ملت کے چہیتے خلیفہ مدثرحسین حبیبی صاحب فیض آباد کے سفر میں شریک سفر تھے۔مجاہد ملت کوٹاٹ شاہ کی مسجد میں جانا تھا۔مدثرحسین حبیبی صاحب نے جنہوں نے اس سے قبل فیض آباد شہرنہیں دیکھا تھاپوچھاٹاٹ شاہ کی مسجد فیض آباد سے کتنی دوری پر ہے۔مجاہد ملت نے جواب دینے کی بجائے پوچھا،مسجد ناخدا کلکتہ سے کتنی دوری پر ہے؟ مدثر حسین صاحب کا جواب تھا کلکتے میں ہی ہے۔تو مجاہد ملت نے مسکرا کرفرمایا۔ٹاٹ شاہ کی مسجد بھی فیض آباد میں ہی ہے۔

حضرت کے ملازمین میں ایک گماشتہ عام گماشتوں کی طرح شاطر نکلا اس نے سرکار کی کچھ زمینیں خرد برد کیں اور ایک عرصہ تک غائب رہا۔ایک زمانے کے بعد بازار میں آمنا سامنا ہوگیا اس نے بڑا بڑا ٹیکہ لگا رکھا تھا۔حضرت کو دیکھتے ہی قدموں پر سیدھا لیٹ گیا۔سرکار نے ہنستے ہوئے فرمایا اب تو سادھو ہوگیا ہے مچھلی انڈا کھانا چھوڑ دیا ہے صرف ہم جیسے مسلمانوں کا مال کھاتا ہے۔(ایضاً ص:101,102)

صبر اور شکر

قرآن نے جا بجا صبر اور شکر کی تلقین کی ہے۔صابرین کے لیے بشارت دی گئی اور شاکرین کے لئے درجات اعلیٰ وارفع کی بات کہی گئی۔سرکار مجاہد ملت نے ان دونوں صفتوں کو اپنی ذات میں اس طرح پرولیا تھا کہ صبر اور شکر کو ان کی ذات سے الگ کر کے دیکھنا مشکل تھا۔بڑی سے بڑی پریشانی پر صبر کا انداز یہ کہ ہونٹوں پر تبسم ہوتا اور زبان پر کلمہ شکر جاری رہتا۔سعودی نجدیوں نے حج کی سعادت سے محروم رکھا، بیڑیاں پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا زمین پر گھسیٹا اور اذیت دی مگر صبر کا ہمالہ اپنی جگہ ایستادہ رہا۔ایمر جنسی میں میسا کے تحت گرفتار کر کے حالت بیماری میں بیڑیوں کے ساتھ اسپتال میں رکھا گیا اس طرح کے جنبش مشکل تھی ،مگر کبھی صبر وشکر کا دامن چھوٹتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔مزے لے لے کر اپنی تکلیفوں کو بیان کرتے ۔اللہ کا شکر ادا کرتے کہ وہ انہیں ان مصائب کا اہل سمجھ رہا ہے۔کسی جلسے میں مدعو ہیں اسٹیشن پر کوئی نہیں اور جلسہ گاہ بہت دور ہے۔یوں پیدل چلنے کی نوبت آ گئی مگر جلسہ گاہ میں پہنچ گئے تو چہرے پر بشاشت ہے۔پریشانیوں پر صبر کے ساتھ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس کی بات عامتہ الناس تک پہنچانے کی توفیق نصیب ہوگئی۔ حکومت نے پریشان کیا، بیگانوں نے اذیت پہنچائی ،اپنوں سے تکلیف پہنچی مگر ہر موقع پر آپ نے کمال صبر وشکر کا مظاہرہ کیا۔(ایضاً ص:102)

تقویٰ

روزمرہ کے معمولات ہوں یا دنیاوی معاملات، عبادات ہوں یا عام مشغولیات،

چلنا، پھرنا ہو یا گفتگو، خواب ہو یا بیداری حضور مجاہد ملت ایک ایک بات میں تقویٰ کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے نظر آتے۔تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ چاہے مصروفیات کا عالم ہو، ٹرین کا سفر درپیش ہو، مناظرے کا میدان ہو، تبلیغ سیرت کانفرنس کی مصروفیات ہوں ایک وقت کی نماز قضا نہ ہونے پاتی۔ چاہے جیسی ہنسی کی بات ہو قہقہہ نہ لگاتے، کھانے پینے میں یہ احتیاط کہ مکروہ چیزیں نہ کھالی جائیں، کپڑے کے انتخاب میں اس بات کا خیال کہ امارت اور فضیلت کا اظہار نہ بن جائے، چلنے میں نگاہیں ہمیشہ نیچی تا کہ محرمات پر نظر نہ پڑ جائے۔ اس سلسلے میں عورتوں کو شرف بیعت سے نوازتے وقت انہیں پردے کی دوسری جانب رکھ کر عمامہ کا سرا دے دیا کرتے اور حلقہ ارادت میں شامل فرمالیتے۔ انہیں اس بات کی قطعی اجازت نہ تھی کہ وہ کسی بہانے سامنے آجائیں۔حتیٰ کہ ضعیف العمر عورتوں اور نابالغ بچیوں کو بھی سامنے آنے کی اجازت نہیں تھی۔کھانے میں ڈالڈا سے سخت پرہیز تھا۔فرماتے کہ فضول چیزوں کی آمیزش کی پوری گنجائش موجود ہے۔ بعد میں جب ڈالڈا میں خنزیر کی چربی کی ملاوٹ کی بات سامنے آئی تو لوگوں کا مجاہد ملت کے تقویٰ کے ساتھ ساتھ ان کی نگاہ دوربین کی وسعتوں کا صحیح اندازہ ہوسکا۔خوشبو لگاتے وقت سینٹ کا استعمال قطعی نہیں فرماتے ۔اصل عطریات جن میں پھولوں سے کشید کیے ہوئے اجزاء کے سوا کسی دوسری چیز کی آمیزش کا احتمال نہیں ہوتا وہی استعمال کرتے۔

حضرت مجاہد ملت کے تقویٰ کا یہ عالم بھی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ اپنے شاگرد اور خلیفہ جنہیں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت کا مکمل فرض مجاہد ملت نے ادا فرمایا یعنی مولانا عبدالرب مرادآبادی صاحب قبلہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔غسل فرمانے گئے۔مولانا عبدالرب صاحب کے فرزند عزیز نے نل چلا کر پانی دینا چاہا تو مجاہد ملت نے منع فرمادیا اور جب خود مولانا عبدالرب صاحب قبلہ نے اپنے فرزند کو اس کام کے جاری رکھنے کا حکم دیا تو مجاہد ملت نے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ جب تک انہوں نے حکم نہیں دیا تھا نابالغ بچے سے خدمت لینا خلاف شرع عمل تھا اور جب اجازت دے دی تو وہ عمل جائز ہوگیا اور پھر مجاہد ملت نے بخوشی وہ خدمت قبول کرلی۔(ایضاً ص:104,103)

حق گوئی وبیبا کی

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی ☆ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حق کے اظہار میں حضرت مجاہد ملت نے کبھی کوتاہی یا مصلحت اندیشی سے کام نہیں لیا۔ اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ کون مخالف ہو جائے گا۔ کون درپئے آزار ہوگا اور کون جان کا دشمن بن جائے گا۔ جیل کی صعوبتوں اور زدوکوب کرنے کی اذیت ناکیوں کو آپ نے کبھی خاطر میں نہیں لایا۔ حضرت مجاہد ملت نے باطل کی مخالفت سینہ سپر ہو کر کی اور حق کی آواز انداز منصوری میں بلند کی۔ علمائے حق کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے موقع پر نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے اپنی الگ جماعتیں قائم کرتے ہیں۔ سرکار مجاہد ملت بھی یہی کرتے رہے مگر ان کا انداز یہ ہوا کرتا کہ جماعت کے وقت پشت پر ہاتھ باندھے ٹہلتے رہتے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ نجدی اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ لوگ پوچھیں تو ان کو نجدیوں کی خباثت بتائی جاسکے۔ ان کے عقائد باطلہ کی دھجیاں اڑائی جاسکیں۔ نجدی قاضی القضاۃ کے سامنے جس بے باکی سے انہوں نے اظہار حق فرمایا وہ بھی ان کی جرأت مستانہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔

آزاد ہندستان میں جہاں مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی کو نجات دہندہ اور دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ مجاہد ملت کا ہی کلیجہ تھا کہ انہوں نے اعلانیہ ان لوگوں کی مذمت کی جو مسٹر گاندھی کو ''مہاتما'' کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کو ایسا کہنا سخت حرام۔ انہوں نے گاندھی کی پالیسیوں سے اپنے نظریاتی اختلاف کو عام جلسوں میں بھی بیان کیا اور اسی جرأت اظہار پر غازی پور اور سلطان پور کے قید خانوں میں طویل اسیری کے ایام گزارے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات بھی بے شمار ملتے ہیں جن میں حضرت مجاہد ملت کی بیباکی اور جرأت حق گوئی کی مثالیں ملتی ہیں۔ فقیر ایک ایسے واقعے کا خود شاہد ہے کہ چاپدانی (ضلع ہگلی مغربی بنگال) میں چند ارکان جماعت اسلامی سرکار مجاہد ملت سے ملنے آئے۔ حضرت مجاہد ملت نے برجستہ فرمایا کہ آپ لوگ جماعت اسلامی جیسی گمراہ جماعت سے اپنا تعلق توڑ لیں۔ اور توبہ کر کے راہ سنیت اختیار کریں جو راہ حق ہے۔ وہ بے چارے تلملا گئے۔ ایک

صاحب نے پوچھا کہ جماعت اسلامی میں کیا خرابی ہے تو آپ نے مودودی صاحب کے ان نظریات کو ان کے سامنے رکھا جو سواد اعظم کے بالکل برعکس گمراہیوں کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں نے خاموشی سے حضرت مجاہد ملت کی باتیں سنیں اور مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ کے مصداق گمراہیوں سے لپٹے رہے۔ مگر ملاحظہ فرمایئے سرکار مجاہد ملت کی بے باکی اور انداز حق گوئی، عموماً ایسے مواقع پر جب یہ پتہ چل جاتا ہے کہ مخالفین ملنے آئے ہیں آدمی گفتگو ہی سے احتراز کرتا ہے اور کرتا بھی ہے تو اختلافات کے تذکرے سے پرہیز کرتا ہے مگر یہ شیر سنیت حضور مجاہد ملت کا انداز تھا کہ وہ مخالفت کے طوفان میں بھی تن تنہا کھڑے ہوجانے کی ہمت رکھتے تھے۔ چند مخالفین کی گوشمالی تو کوئی بات ہی نہیں۔ (ایضاً ص 105,104)

عصری تعلیم کی حوصلہ افزائی

موجودہ زمانہ میں عصری تعلیم اور دینی تعلیم کو الگ الگ خانوں میں بانٹ کر درمیان میں ایک ایسی خلیج پیدا کر دی گئی ہے کہ دونوں باہم متصادم نظر آتے ہیں۔ عصری تعلیم کے حامی تعلیم دین کو Out dated سمجھ کر مسترد کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ علم دین کے اداروں سے شرع متین کی حفاظت وابستہ ہے۔ دوسری طرف علم دین کے کٹر حامی عصری تعلیم کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں بعض اوقات انتہا پسندی یہاں تک پہنچتی ہے کہ عصری علوم میں ممتاز لوگوں کو بھی دھڑلے سے جاہل کہہ دیا جاتا ہے۔ اس تقسیم نے ملت کو بڑا زبردست نقصان پہنچایا ہے۔

حضور مجاہد ملت علوم دینیہ کے فروغ میں دن رات منہمک رہنے اور طالبان علم دین کی کفالت اور سرپرستی کرتے رہنے کے باوجود عصری علوم کے مخالف نہیں تھے بلکہ کمترین جیسے بیشتر یونیورسٹیز اور کالجیز سے وابستہ افراد سے بہت پیار کرتے، کامیابی کی دعائیں کرتے اور بعض اوقات تعلیمی رکاوٹیں دور کرنے میں مدد بھی فرماتے تھے۔ وہ اس معاملے میں کسی Complex کے شکار نہیں تھے بس ان کا منشاء یہ ہوتا تھا کہ آدمی چاہے جن دنیاوی بلندیوں کو چھونے میں سرگرداں رہے ہر حال میں اس کے دل میں خوف خدا اور عشق رسول کے جذبات موجزن رہنے چاہئیں۔

حضرت مجاہد ملت کی زندگی سے صرف دو واقعات پر اکتفا کروں گا جن سے میری باتوں میں چھپے ہوئے دعووں کی دلیل مل جائے گی۔ یہ بات تقریباً ہر شخص جانتا ہے کہ دھام نگر ہائی اسکول کی موجودہ عمارت حضور مجاہد ملت کی زمین پر قائم ہے مگر یہ بات چند لوگ ہی جانتے ہیں کہ وہ زمین ہائی اسکول کو کیسے ملی۔ مستند راوی بیان کرتے ہیں کہ دھر جینا جن کا تعلق کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے تھا اوران دنوں کے سخت حالات میں اکثر و بیشتر روپوش رہا کرتے تھے مجاہد ملت کے ہم عمر تھے اور قدرے بے تکلف بھی۔ ایک دن ان سے گاؤں کی غربت اور جہالت پر گفتگو ہو رہی تھی۔ مسئلہ یہ درپیش تھا کہ علم تک ان لوگوں کی رسائی کیسے ہو۔ دھر جینا صاحب نے مجاہد ملت سے کہا کہ اگر آپ مجھے تھوڑی سی زمین اور صرف ایک روپیہ دے دیں تو میں ایک اسکول کھول دوں، مجاہد ملت نے تعجب کرتے ہوئے جس جگہ کھڑے ہو کر گفتگو ہو رہی تھی وہ زمین عطا کر دی اور اپنی جیب سے ایک روپیہ چار آنے نکال کر دیئے (واضح ہو کہ جس زمانے کی بات ہو رہی ہے اس زمانے میں ایک روپیہ آج کے ہزار روپیوں سے کم اہمیت نہیں رکھتا تھا) دھر جینا نے اس زمین کی گھیرابندی خود پودوں سے کی۔ آٹھ آنے کا بلیک بورڈ تیار کیا اور آٹھ آنے کے رجسٹر وغیرہ خریدے چار آنے ریزرو فنڈ میں رکھا۔ بلیک بورڈ کو ایک درخت پر آویزاں کر کے اسکول شروع کر دیا۔ وہ اسکول آج بھی قائم ہے اور اسکول کے طلبہ حضرت مجاہد ملت کے احسان سے گراں بار ہیں۔ یہی نہیں دھام نگر کالج اور دھام نگر اسپتال کی عمارتیں بھی حضرت کی عطا کردہ زمینوں پر قائم ہیں جو میرے دعوے کے پختہ ثبوت ہیں۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ خضر پور سے ملحق ساؤتھ ایسٹرن ریلوے کے ہیڈ کوارٹر جسے عرف عام میں بی این آر کہتے ہیں وہاں مسجد کی تعمیر ہوئی اور افتتاحی تقریب میں حضور مجاہد ملت، مولانا مظفر حسین کچھوچھوی اور علامہ ارشد القادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مدعو تھے۔ کمرہٹی سے ایک وفد جس کی سربراہی عزیز اللہ مظہری علیہ الرحمہ فرما رہے تھے ان حضرات سے ملنے کی غرض سے آیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ کمرہٹی کے ایک مقامی ہائی اسکول نے اپنی عمارت کی تعمیر کی خاطر چرسہ قربانی لینے کا اعلان کر دیا تھا۔ وفد کے اراکین ایک دینی مدرسہ کے لیے چرسہ قربانی کے حصول کا سلسلہ پہلے سے قائم کیے ہوئے تھے۔

مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی اور علامہ ارشد القادری نے وفد کے اراکین کو حضرت مجاہد ملت کے پاس بھیج دیا۔ جو دوسرے کمرے میں تھے۔ وفد کی باتیں غور سے سننے کے بعد حضرت مجاہد ملت نے کہا کہ علاقے میں عصری تعلیم کے ادارے کی کمی پوری کرنے کے لیے اگر لوگ چرسہ قربانی حاصل کر رہے ہیں تو ایسا کرنا حیلہ شرعی کے بعد جائز ہے۔ وفد نے مدرسہ کو ہونے والے نقصان سے باخبر کیا تو آپ نے بتایا کہ دو تین سال تک مدرسہ اگر نقصان برداشت کر لے تو ایک بڑا ملی کام ہو جائے گا۔ ان دو واقعات سے عصری علوم کے تئیں حضرت مجاہد ملت کے جذبات اور احساسات سے بھرپور واقفیت ہوتی ہے اے کاش کہ ملت اسلامیہ دونوں طرح کے علوم کی اہمیت اور افادیت سے واقف ہو جاتی اور ان علوم کے جاننے والوں کے درمیان کی خلیج پاٹی جا سکتی۔ (ایضاً ص:106,105)

احترام سادات

حضرت مجاہد ملت ساداتِ کرام کا احترام بہت زیادہ فرماتے تھے جہاں کسی سید زادے سے ملاقات ہوئی اگر وہ کم عمر بھی ہوں تو اس طرح احترام کرتے جیسا احترام اپنے کسی بزرگ کا کیا جاتا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ والرضوان کی حیات میں احترام سادات کے جو نمونے ملتے ہیں بعینہ وہی نمونے حضرت مجاہد ملت کی زندگی میں بھی جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ کچھوچھہ مقدسہ کے لوگوں کا احترام اس طرح کرتے کہ ان کے سامنے بچھے جاتے۔ احترام سادات کرام کے سلسلے کا ایک مشہور واقعہ بنارس کا بھی ہے جس میں حضرت مدنی میاں اشرفی الجیلانی اور علامہ مشتاق احمد نظامی وغیرہ موجود تھے، منتظمین نے گزارش کی کہ جلسے کے آغاز کا وقت ہو چکا ہے اس لیے آپ حضرات جلسہ گاہ تشریف لے چلیں سرکار مجاہد ملت کھڑے ہوئے اور اس انتظار میں کھڑے رہ گئے کہ مدنی میاں آگے چلیں تو پیش قدمی ہو اور ان حضرات کو یہ انتظار کہ مجاہد ملت آگے بڑھیں تو قافلہ چلے۔ کچھ دیر ہو گئی تو حضرت مجاہد ملت نے فرمایا کہ آپ آگے نہیں بڑھیں گے تو ٹھیک ہے ساتھ چلتے ہیں اور پھر دونوں حضرات شانہ بشانہ چل کر جلسہ گاہ تک پہنچے۔ (ایضاً ص:107)

خانوادہ اعلیٰ حضرت سے رشتہ

خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے مجاہد ملت کو بے حد پیار تھا۔ سرکار حجۃ الاسلام رضی المولیٰ سے تو دیوانگی کی حد تک پیار تھا۔ جہاں کہیں ان کا ذکر آتا ''میرے حضور اپنے مالک'' جیسے القابات سے یاد کرتے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی بڑی محبت اور عقیدت رکھتے۔ جہاں دونوں بزرگوں کو یک جائی کا موقع ملتا حضرت مجاہد ملت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی تعظیم کا حق ادا کر دیتے۔ موجود لوگوں میں اپنی عمر سے کم عمر لوگوں کی توقیر بھی مجاہد ملت بزرگوں کی طرح فرماتے تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ ایک معاملہ

ایک مرتبہ الہ آباد میں حضرت مجاہد ملت کو خبر ملی کہ حضور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری الحاج رحمتہ اللہ صاحب عرف عیدو میاں کے مکان پر ہوئی ہے۔ آپ فوراً تشریف لے گئے۔ دست بوسی کی اور دوزانو بیٹھ گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند کو جیسے ہی حضرت مجاہد ملت کا تلوا نظر آیا آپ نے فوراً تلوے کو انگلیوں سے مس کر کے آنکھوں سے لگایا اور ہونٹوں سے چوم لیا اور فرمایا حضرت کبھی مجھے بھی تو قدم بوسی کا موقع عنایت کیا کیجئے۔ حضرت مجاہد ملت کی آنکھیں چھلک پڑیں حضور مفتی اعظم ہند بھی آبدیدہ ہو گئے۔ (ایضاً ص:107)

اولیائے عظام کے آستانوں پر حاضری

سرکار مجاہد ملت کو اولیائے عظام کی بارگاہ میں حاضری کا بڑا شغف تھا۔ کسی علاقے میں تشریف لے جاتے اور کسی بزرگ کے آنے کی خبر ملتی تو فوراً زیارت کو تشریف لے جاتے۔ سکندر پور بلیا تشریف لے گئے تو وہاں ایک بزرگ کے آستانے پر حاضری کے ساتھ سرکار آسی رضی المولیٰ کے مکان کی زیارت کو پاپیادہ تشریف لے گئے۔ وہاں کی مٹی کو آنکھوں سے لگایا اور مقامی لوگوں سے گزارش کی کہ آپ سرکار آسی کی زمین پر کوئی دینی یادگار قائم فرمادیں اور فقیر سے ہر طرح کی معاونت لیں۔ غازی پور میں سرکار آسی کے آستانے پر

متعدد بار آپ نے حاضری دی۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر ہر سال اجمیر شریف تشریف لے جاتے، اسی طرح حضرت مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ، حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر اولیائے عظام کے آستانوں پر اہتمام کے ساتھ حاضری ان کے محبوب مشاغل میں شامل تھی۔ (ایضاً ص108)

عشق رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مجاہد ملت کے عشق رسول کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی کے معمولات میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی پیروی کرتے اور نام نامی اسم گرامی صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہی تصور معشوق میں ڈوب کر مضطرب ہو جاتے آنکھیں آنسو برسانے لگتیں۔ سرکار آسی رحمتہ اللہ علیہ نے عشق کی ایک کیفیت یوں پیش کی ہے:

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسیؔ
ہے شب گور بھی اس گل سے ملاقات کی رات

حج و زیارت

حضرت مجاہد ملت کے دل میں ہر وقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن رہا کرتی تھی۔ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا اور آنکھیں گنگا جمنا بہانے لگتیں۔ رقت کا یہ عالم ہو جاتا کہ آواز نہیں نکل پاتی۔ بھلا اس عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ کب ممکن تھا کہ وہ در حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے اپنے آپ کو روک پاتا۔ لہٰذا عمر شریف ابھی ۱۹/ برس ہی تھی کہ بیقرار دل کو سامان قرار دینے کی خاطر ۱۳۴۱ھ میں آپ نے پہلا حج اپنے چچا محترم حضرت عبدالدیان رحمتہ اللہ علیہ اور ڈاکٹر تصدق حسین مرحوم کی معیت میں ادا فرمایا۔ اس وقت سعودی عربیہ پر خلافت عثمانیہ کا پرچم لہرا رہا تھا۔ شریف مکہ اردن کے موجودہ شہنشاہ شاہ حسین کے والد شریف حسین تھے۔ نجدیت اتنی طاقتور نہیں ہوئی تھی کہ وہ حرمین شریفین پر اپنا ناپاک تسلط قائم کر پاتی۔ مذہب اسلام اپنی اصلی صورت میں عرب کی سرزمین کو ضیا بار کر رہا تھا۔ جنت البقیع میں صحابہ کرام کے قبہ جات

صحیح حالت میں تھے۔قدیم باعظمت آثار تباہ نہیں کیے گئے تھے۔ایک عاشق صادق کو اپنے عشق کی مستانہ کیفیتوں کے اظہار کا پورا پورا موقع ملا تھا۔

۲۵ر نومبر ۱۹۵۴ء میں حضرت مجاہد ملت نے بغداد مقدس جا کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے آستانے پر حاضری دی۔وہ آستانہ جس کی نسبت پر حضور مجاہد ملت کو ہمیشہ فخر رہا۔کسی نے پوچھا حضرت آپ عباسی ہیں آپ کو جمیع سلاسل میں خلافت واجازت ہے مگر آپ اپنے آپ کو صرف قادری لکھتے ہیں۔کہنے لگے میں گنہگار آدمی کن کن نسبتوں کو بدنام کروں۔قادری اس لیے لکھتا ہوں کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے سے نسبت رکھنے والے کو محشر میں اپنے سایۂ محبت میں رکھوں گا۔غوث پاک رضی اللہ عنہ سے شیفتگی بھی اس قدر تھی کہ تصور میں ہر دم سرکار جیلاں کو بسائے رکھتے۔حاضری دی تو محبوب ومحبّ میں کیا معاملہ ہوا۔یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔اتنا ضرور ہوا کہ واپسی کے بعد کیفیت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔واپسی ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو ہوئی تھی۔

۱۹۵۴ء میں دوسرا حج ادا فرمایا۔نجدیت کے شباب کا زمانہ تھا۔پہلے حج میں جن آثار اور قبہ جات کو صحیح سالم پایا تھا۔انہیں ویران پایا۔قبے ڈھا دئے گئے تھے۔آثار تباہ کر دیئے گئے تھے۔دل کی تڑپ کا عالم عجیب تھا۔مگر بارگاہ نبوت کی حاضری نے صبر کی دولت عطا کی۔

۱۹۶۷ء میں تیسری مرتبہ آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔عشق ومحبت کے نئے اسرار ورموز ظاہر ہوئے۔اس حج کے بعد قومی وملی سرگرمیوں اور تبلیغی مشن نے اتنی مہلت نہ دی کہ فوری طور پر حج اور زیارت بارگاہ نبوی کی سعادت حاصل کر سکیں۔

لہٰذا چوتھا حج ۱۹۷۳ء میں ادا فرمایا۔طویل غیر حاضری کے بعد بے قراری اور بے چینی کی جس کیفیت میں آپ نے حج ادا فرمایا اور بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں جس گریہ وزاری کے ساتھ درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کیں،جس تڑپ کے ساتھ دلی کیفیات کا اظہار اپنی عقیدتوں کے مرکز سے کیا اور اس سے آگے نہ جانے کیا معاملہ ہوا کہ دوسرے سال ہی ۱۹۷۳ء میں پانچویں حج کے لیے تشریف لے گئے حالانکہ ملکی قوانین کی سختی کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ دوسرے ہی سال پھر تشریف لے جا پاتے اور تشریف لے جانے

کا انداز بھی کچھ عجیب رہا۔ حضرت مجاہد ملت اپنے چند متعلقین کو الوداع کہنے کے لیے ممبئی وارد ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے لیے متعلقین سے ویزا کا انتظام کرنے کو فرمایا، اس وقت حضرت کی جیب میں تین سو روپئے تھے۔ ویزا ہو گیا۔ جانے والے جہازوں میں جگہ نہیں مل سکی۔ آخری جہاز میں جگہ مل جانے کی پوری امید کے ساتھ پورٹ تشریف لے گئے تو سیل نوٹس کے ساتھ جہاز نے ڈک چھوڑ دیا۔ تاخیر سے پہنچنے کا غم سب کو تھا۔ واپسی ہوئی۔ بارہ بجے رات کو جہاز پھر لنگر انداز ہوا اور حضرت کو خبر دی گئی اور اس طرح غیر متوقع انداز میں حضرت مجاہد ملت کی حاضری کعبۃ اللہ اور بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی۔

۱۹۷۹ء میں چھٹی بار حج کی ادائیگی کو تشریف لے گئے مگر کچھ سنتوں کی تکمیل باقی تھی اس لیے ان سنتوں کی تکمیل اس طرح کی کہ گرفتار ہوئے، دھوپ میں کھڑے کیے گئے، کوڑے پڑے، آہنی زنجیروں میں جکڑا گیا اور بغیر حج واپس کر دیئے گئے۔ ۱۹۸۰ء میں ۱۵ر ستمبر کو سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضری کی خاطر روانہ ہوئے۔ قادری خزانے سے بے انتہا سرفرازی کے بعد ۸ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جس ظالم و جابر حکومت نے ایک سال پہلے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر حج کی ادائیگی سے پیشتر ملک بدر کر دیا تھا اسی ظالم حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حضرت مجاہد ملت نے وقار کے ساتھ حج کیا۔ بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح حاضر رہے کہ نجدی پہرہ داروں کی ساری اکڑ اپنی جگہ رہ گئی۔ نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے اپنی علیحدہ جماعتیں قائم کرتے رہے مگر اس شیر سنیت کو ٹوکنے کی ہمت اس دفعہ ظالموں میں نہیں ہو سکی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سنتوں کی تکمیل کے بعد اپنا خصوصی مہمان بنا رکھا تھا۔ نجدی حکومت میں میلاد شریف کی پابندیوں کی پروا کیے بغیر لاؤڈ اسپیکر پر میلاد شریف کی محفل منعقد کی گئی۔ صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔

حضور مجاہد ملت کو بیداری میں سرکار مدینہ کا دیدار

مولانا عبدالتواب حبیبی قادری اپنی کتاب ''ہمارے سرکار مجاہد ملت'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد شروع میں دو چار دن تو حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ مواجھہ

شریف میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے لیکن اس کے بعد دو تین روز تک مواجہہ پاک حاضر نہیں ہوئے بلکہ ریاض الجنۃ ہی سے صلوٰۃ و سلام عرض کر کے واپس آ جاتے۔ تیسرے یا چوتھے روز ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ میں مواجہہ شریف میں یہ سوچ کر حاضر نہیں ہوتا کہ کہیں میرا چہرہ دیکھ کر میرے آقا کو تکلیف نہ ہو۔

غالبًا چوتھے روز حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ ریاض الجنۃ میں نماز اشراق ادا فرما کر سیدھے مواجہہ شریف میں تشریف لائے اور مواجہہ اقدس کے سامنے سمت قبلہ کی دیوار سے متصل ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

ایک جانب میں دوسری جانب حاجی اسمٰعیل صاحب برکاتی ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے تھے سرکار مجاہد ملت قدس سرہٗ کی چشمان مبارک سے آنسو جاری تھے۔ چہرہ پاک کی پاکیزہ کیفیت اور نگاہوں کے مؤدبانہ انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ''کسی کرم خاص کا'' انتظار ہے۔

حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ اس پاکیزہ کیفیت کے ساتھ کھڑے ہو گئے ادب و تعظیم میں ڈوبا ہوا صلوٰۃ وسلام عرض کر رہے تھے کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم سرکار رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس عالم بیداری میں آپ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور آپ سے قریب ہو کر آپ کے مبارک کندھے پر اپنا دست انور رکھا اور ارشاد فرمایا حبیب الرحمٰن سال گزشتہ تم پر جو ظلم وستم ہوا اور حج سے تمہیں روک دیا گیا اس سے تم دل برداشتہ ہو کر یہ گمان کر بیٹھے کہ اب کبھی مدینہ طیبہ کی حاضری مجھے نصیب نہ ہوگی اور تم مایوس ہو کر مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ تو ایسا گمان تم نے کیوں کیا؟ تم مایوس کیوں ہوئے؟ سنو! جس کو میں بلاؤں گا اس کو کوئی طاقت کوئی حکومت روک نہیں سکتی دیکھ لو میں نے تمہیں بلایا تو تمہیں کوئی روک سکا؟

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت حضرت مجاہد ملت قدس سرہ' جو کرتا زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ کرتا شریف حضرت مولینا عبدالقدوس کشمیری کے یہاں آج بھی تبرکاً محفوظ ہے۔ ع

دل کی مراد ان کی دید　　دید ہے ان کی دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید　　لطف سے گر بلائیں تو
(حضرت صدر الافاضل)

(گلزار قادری مرتبین صاحبزادگان مولینا عبدالتواب صدیقی صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲)

مجاہد ملت اور سخاوت

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے نزدیک راہ خدا میں مال کا خرچ کرنا، غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرنا کار عظیم اور باعث ثواب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب ثروت اور رئیس ہوتے ہوئے بھی آپ نے ہمیشہ فقیروں کا لبادہ اختیار کیا اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کو اپنا محبوب مشغلہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فیاضی اور سخاوت کے عظیم منصب پر فائز کیا تھا۔ غریب بچیوں کی شادی، اسکول اور مدرسوں میں طالبان علم کی امداد، قیام مدارس کے لیے زمینوں کا انتظام، اشاعت علم دین اور فروغ اسلام کے لیے رقم کا انتظام بیواؤں اور بچیوں کی بھر پور امداد، یہ سب کام آپ بڑی خندہ پیشانی سے کرتے اور مال کے خرچ ہونے کی وجہ سے چہرے پر ذرا بھی شکن نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ہ (پ۴۔ ع۱) تم ہرگز بھلائی نہیں پا سکتے جب تک کہ اللہ کی راہ میں اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو۔

مولانا عبدالرب مرادآبادی جو حضرت مجاہد ملت کے بڑے چہیتے اور حاضر باش شاگرد تھے ان کے سر پر غربت کی دبیز چادر تنی ہوئی تھی، چھ سال کی عمر میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ والدہ نے ان کی اور ان کی دو بہنوں کی پرورش اس طور پر کی کہ گاؤں ہی کے کسی شخص کے یہاں مزدوری کرتیں اور تین بچوں کا خرچ چلاتیں۔ اس غربت کے باوجود یہ حوصلہ بھی تھا کہ بچے کو عالم دین بنائیں گی۔ اس جذبہ کے تحت آپ کا داخلہ جامعہ نعیمہ مرادآباد میں کرادیا اور ہر ہفتہ آپ سے ملاقات کے لیے جاتیں۔ مجاہد ملت نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ہر ہفتہ آپ کے پاس آتی ہے اور ملاقات کر کے چلی جاتی ہے۔ ایک روز آپ

نے پوچھا عبدالرب! یہ جو بوڑھی عورت تم سے ملنے آتی ہیں وہ کون ہیں آپ نے کہا وہ میری والدہ ہیں اور میرا خرچ دینے ہر جمعہ کو آتی ہیں، اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کی پوری داستان حضرت کو سنا دی کہ میرے بچپن ہی میں میرے والد کا انتقال ہو گیا اور خاندان کے لوگوں نے میری والدہ کے ساتھ بڑی ناانصافی کا برتاؤ کیا، والد کی جائیداد سے کچھ نہ دیا۔ والدہ گاؤں ہی کی ایک جھونپڑی میں رہتی ہیں اور دوسرے کے یہاں چکی چلا کر کچھ آٹا اور پیسے کا انتظام کرتی ہیں اور ہم تین بہن بھائی کی پرورش کرتی ہیں۔ حضرت غور سے ان کی باتیں سنتے رہے اور چہرے کا رنگ متغیر ہوتا رہا اور فرمایا: تم نے اس سے پہلے کبھی نہیں بتایا، یہ باتیں تم مجھ سے کیوں چھپاتے رہے؟ خیر تم گھر جاؤ اپنی والدہ سے سلام کہنا اور یہ بھی کہہ دینا کہ کل میں ان کے گھر آؤں گا۔

مولانا عبدالرب فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے حکم پر گھر پہنچا، والدہ مرحومہ سے بتایا کہ حضرت کل ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں، والدہ نے سنا اور کہنے لگیں کہ تم نے شاید گھر کا حال حضرت سے بیان کر دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں یہی بات ہے۔ خیر ساری بستی والوں کو معلوم ہو گیا کہ فلاں بیوہ کے یہاں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اڑیسہ تشریف لا رہے ہیں۔ بستی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے سرمایہ دار یہ چاہتے تھے کہ حضرت میرے یہاں قدم رکھ دیں، گاؤں کے لوگ اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھے کہ اتنی بڑی شخصیت ایک بیوہ کے گھر آئے گی جس کے پاس نہ گھر ہے نہ در، اگر آئے بھی تو وہ بیٹھیں گے کہاں، لوگوں نے سوچا شاید اس طرف سے کہیں دوسری طرف جانا ہو گا اور اس لڑکے نے زور دیا ہو گا کہ حضور میرے گھر بھی چلیں گے تو حضرت نے ہاں کر لی ہو گی۔

(مجاہد ملت نمبر: ماہنامہ اشرافیہ ص ۱۱۸)

ایک بیوہ اور غریب کے گھر حضرت کے تشریف لے جانے کی وجہ سے بستی والوں کا اضطراب بے معنی نہ تھا، بلکہ رفتار زمانہ کو دیکھتے ہوئے ان کا حیرت زدہ ہونا درست تھا۔ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ جہاں ایک زبردست عالم تھے وہیں ایک رئیس زادے بھی تھے مزید برآں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کے اندر مالداری کا غرور بالکل نہیں تھا خود لباس فقیری میں رہتے اور غریبوں اور فقیروں سے محبت فرماتے، یہی وجہ ہے کہ ایک غریب

بیوہ کے گھر جانے میں غرور حائل نہ ہوا اس کے بعد مولانا عبد الرب صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے یہاں ایک صاحب نے اپنے گھر میں حضرت کے لیے انتظام کرلیا کہ اگر آئیں تو میں اپنے یہاں ٹھہراؤں گا۔ اس بیوہ کے پاس کیا بیٹھیں گے۔ بہر حال دوسرے دن حضرت میری بستی دین نگر پور پہنچے، لوگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور یہ خبر پوری بستی میں بجلی کی طرح پھیل گئی، حضرت میرے یہاں ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ وہ صاحب بھی تشریف لائے جنھوں نے حضرت کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ کہنے لگے حضور میرے یہاں چلیں سارا سامان آپ کے لیے ٹھیک ہے۔ وہاں آرام سے بیٹھیے گا۔ حضرت نے بہت ہی ناخوش لہجے میں جواب دیا کہ میں یہاں ان کا مہمان ہوں تمہارا نہیں، جب تک یہاں ہوں ان کے یہاں کھاؤں گا، رہوں گا۔

پھر حضرت نے ہمارے خاندان والوں کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مجھ کو جانتے ہو، سب نے کہا حضور آپ کو کون نہیں جانتا۔ پھر حضرت نے ہمارا معاملہ پیش کیا اور کہا کہ اگر تم لوگوں نے جلد ہی ان کی زمین اور گھر خالی نہیں کیا تو اچھا نہ ہوگا۔ جب ان لوگوں کو ڈرایا دھمکایا تو انھوں نے زمین میں پیداوار کا آدھا حصہ دینے کا وعدہ کیا اور مکان خالی کرنے کا۔ پھر حضرت نے والدہ مرحومہ کو کچھ روپئے دیئے اور فرمایا کہ ہر ماہ میں تم کو خرچ دیتا رہوں گا، تم گھر میں رہو کسی کی چکی چلانے کی ضرورت نہیں۔ پھر حضرت مجھ کو لے کر مرادآباد تشریف لائے، پھر کیا تھا زمین کی پیداوار آدھی ملنے لگی، مکان خالی ہوگیا۔ جب تک فصل نہیں کٹی حضرت والدہ مرحومہ کو ہر ماہ روپیہ دیتے رہے، میرا تو کل خرچ اٹھاتے ہی تھے۔ پھر والدہ سے حضرت نے فرمایا کہ اس کو لڑکے کو مجھے دے دو والدہ نے فرمایا کہ ایک ہی بیٹا ہے چاہے آپ اپنے پاس رکھیں یا میرے پاس رہنے دیں۔ بہر حال حضرت نے میری پڑھائی لکھائی شادی وغیرہ کی ساری ذمہ داری نبھائی۔ (مجاہد ملت نمبر، اشرفیہ۔ ص ۱۱۸-۱۱۹)

اس اقتباس سے یہ بات سامنے آئی کہ حضرت بہت رحم دل، غریب پرور اور دست تعاون دراز کرنے میں یکتائے روزگار تھے۔

الحاج نعمت اللہ حبیبی ایڈوکیٹ لکھتے ہیں: (حضرت نے) اپنے قصبے میں ایس ڈی بھدرک مسٹر جی سی مہاپترا کے اشتراک سے دھام نگر ہائی اسکول قائم فرمایا۔ ہائی اسکول کے

لئے اپنی جائداد سے زمین وقف فرمائی اور عرصہ دراز تک آپ اس کے مجلس منتظمہ کے صدر رہے۔ بھگوان پور ایم ای اسکول اور دکھن باڑا ایم ای اسکول کے قیام میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا زمینیں وقف کیں اور مالی اعانت سے بھی نوازا۔ پھر دھام نگر کالج کے قیام میں بھی پوری دلچسپی لی اور کالج کے قیام میں سب سے بڑاContribution آپ کا ہی رہا۔ (مجاہد ملت نمبر، ۔نوائے حبیب ص ۱۲۹)

پروردگار عالم نے حضرت مجاہد ملت کو جس فیاضی سے نوازا تھا شکریہ میں حضرت بھی غریبوں اور محتاجوں پر خوب خرچ کرتے اس پر بس نہیں بلکہ ہر جائز امور کے لیے آپ کی دولت کا دہانہ کھلا رہتا۔ اس طرح کی دادودہش اور فیاضی دیکھ کر بعض اوقات لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے کہ حضرت کہیں تنگ دست نہ ہوجائیں۔ مگر جس کا دل دنیاوی دولت سے بے نیاز ہو چکا ہو اسے دولت کے چلے جانے کا کیا غم، آپ خوب جانتے تھے کہ صدقہ وخیرات اور دادودہش سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہے اس لیے ایک مردمومن دادودہش سے باز کیوں آتا۔

حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری رقم طراز ہیں حضور مجاہد ملت کی سخاوت اور دین کے لیے قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار بجرڈیہا بنارس میں ایک غیر مقلد وہابی نے سرکار امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کھلی گستاخی کی اور مغلظات بکے۔ حنفی سنی مسلمانوں میں اس کی وجہ سے بڑا بھونچال آیا۔ یہ خبر حضور مجاہد ملت کو بھی ملی، حضرت نے فوراً خط لکھا کہ فقیر فلانہ تاریخ کو بنارس آرہا ہے تم لوگ جلسہ کا اہتمام کرو جس کے اخراجات کا بار فقیر کے سر رہے گا۔ جس میں بھرپور جواب دیا جائے گا۔ یہی واقعہ مناظرہ بجرڈیہا کا سبب قرار پایا۔ آج کے ماحول میں جبکہ نذرانے اور کرایے کے بغیر مولانا حضرات تشریف نہیں لاتے مجاہد ملت کا یہ جذبہ قربانی اور اعلان کلمۂ حق کی فکرمندی ایک بہترین نمونہ ہے اور باعث عبرت ونصیحت بھی۔

اسی طرح ایک بار دینی ضرورت کے تحت آل انڈیا تبلیغ سیرت کے اجلاس کیلئے جو غالباً پٹنہ میں منعقد ہونا تھا۔ حضرت نے اپنی اہلیہ کی زیورات لاکر رکھوا دیے، آج کے دور میں بھی ایک سے ایک مالدار علما ہیں لیکن اس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ (ایضاً ص 287 تا289)

مسجد اعظم اترسوئیا دریا آباد الہ آباد

کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ حلقہ متعصب غیر مسلموں سے گھرا ہوا ہے۔ وہاں کی مسجد پر قبضہ کر کے امپر ومنٹ ٹرسٹ سڑک نکالنا چاہ رہی تھی۔ مسجد اور زمین کے نگراں جناب حسین صاحب عرف چوسر خاں مرحوم نے حضور مجاہد ملت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی۔ آپ نے پورے حوصلے کے ساتھ اپنی جان کی بازی لگا کر امپر ومٹ ٹرسٹ کی بدنیتی کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ بالآخر ٹرسٹ کو مجبور ہو کر اپنی اسکیم سے باز آنا پڑا۔ اس ویران مسجد کو مسلمانوں کے سجدوں سے آباد کرنے کے لیے حضور مجاہد ملت نے ایک مدرسہ بنام ''مدینۃ العلم'' کی بنیاد ڈالی جسے آپ کے معتقدین نے ''جامعہ حبیبیہ'' کے نام سے پروان چڑھایا۔ شر پسندوں نے بارہا اس پر حملے کیے۔ ایک آدھ بار تو فرقہ وارانہ فساد تک ہوتے ہوتے بچا۔ متعدد مقدمات قائم کر کے وہاں سے آپ کو ہٹانے کی تدابیر اختیار کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ کے محبین و معتقدین بھی ان مشکلات سے گھبرا کر ہمت ہار بیٹھے اور دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ دینے لگے۔ لیکن حضور مجاہد ملت نے نتائج اور عواقب سے بے نیاز ہو کر نامساعد حالات سے ٹکر لیا۔ اور پوری پامردی کے ساتھ استقامت وعزیمت کا پہاڑ بن کہ باطل سے پنجہ آزمائی کی اور انہیں حق گوئی و بے باکی کا درس دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کا نعرہ صدا بہ صحر ثابت نہ ہوا بلکہ حق گوئی و بے باکی کی صدا ابھری تو ابھرتی چلی گئی۔ (ایضاً ص:252)

خلفاء

سرکار مجاہد ملت کی انکساری کا عالم یہ تھا کہ جب کوئی شخص بیعت کی خواہش ظاہر کرتا تو آپ اسے مشورہ دیتے کہ کسی اچھے پیر کے پاس جاؤ میرے پاس کیا ہے لیکن جب اصرار بڑھتا تو اسے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرتے مگر کبھی مریدوں کی فہرست اپنے پاس نہیں رکھی جاتی۔ مریدین کا کوئی رجسٹر نہیں رکھا یہی وجہ ہے کہ آج یہ بتانا تقریباً ناممکن ہے کہ ان کے مریدوں کی تعداد کتنے لاکھ میں ہے۔ اسی طرح جہاں کسی کی ذات میں جواہر کی چمک دیکھی اسے راہ طریقت و معرفت پر صحیح طور پر گامزن دیکھا اور دین کی خدمت کا اہل پایا

اسے خلافت اوراجازت سے سرفراز فرمایا۔ خلفا کی بھی فہرست اپنے پاس نہیں رکھی۔ مقصد محض دین حق کی سربلندی تھا۔ بہر حال یہ فہرست پیش خدمت ہے جس کے مکمل ہونے کا دعوئی نہیں، ممکن ہے کہ ان کے علاوہ بھی کچھ ایسے حضرات ہوں گے جنہیں بارگاہ مجاہد ملت سے خلافت واجازت کی عزت حاصل ہوئی ہوگی لیکن ان کی شمولیت اس فہرست میں نہیں ہو پارہی ہے وہ ہمیں معاف فرمائیں گے۔

۱- حضرت مولانا شاہ ظہور حسام حسامی مانک پوری علیہ الرحمہ
۲- حضرت مولٰینا عبدالوحید حبیبی صاحب متولی وسجادہ نشیں علیہ الرحمہ
۳- حضرت مولٰینا عبدالرب صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ۔
۴- حضرت مولٰینا نظام الدین صاحب بلیاوی علیہ الرحمہ
۵- حضرت مولٰینا الحاج نعیم اللہ خان حبیبی علیہ الرحمہ
۶- حضرت مولٰینا سید عباس علوی صاحب مکی علیہ الرحمہ
۷- حضرت مولانا قاری سید مقبول حسین صاحب الہ آبادی
۸- حضرت مولٰینا قاری نعمت اللہ صاحب قبلہ بھدرک
۹- حضرت مفتی اعظم اڑیسہ مولٰینا عبدالقدوس صاحب بھدرکی علیہ الرحمہ
۱۰- حضرت مولٰینا الحاج عاشق الرحمٰن حبیبی صاحب الہ آبادی شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ
۱۱- عزیز ملت مولٰینا عبدالحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
۱۲- حضرت مولٰینا سید شاہ فضل الرحمٰن صاحب
۱۳- حضرت مولٰینا مفتی عبدالحلیم ناگپوری صاحب (امیر دعوت اسلامی ہند)
۱۴- حضرت مولٰینا شمس عالم حبیبی صاحب
۱۵- حضرت مولٰینا قاری سراج احمد صاحب
۱۶- حضرت مولٰینا شاہ نور محمد صاحب
۱۷- حضرت مولٰینا مدثر حسین حبیبی، ناظم اعلیٰ آل انڈیا تبلیغ سیرت (مغربی بنگال)
۱۸- حضرت مولٰینا سید صدر عالم علیہ الرحمہ
۱۹- حضرت مولٰینا محمد سلیم صاحب سلطان پوری علیہ الرحمہ

۲۰- حضرت مولٰینا سید کاظم پاشا صاحب حیدر آبادی
۲۱- حضرت مولٰینا الحاج محمد علی جناح حبیبی صاحب بھدرک
۲۲- حضرت مولٰینا عبید اللہ خاں اعظمی صاحب،
۲۳- حضرت مولٰینا شاہ غلام عبد القادر صاحب بھدوہی
۲۴- حضرت مولٰینا ارشد علی صاحب اجمیری
۲۵- حضرت مولٰینا سید شمیم احمد گوہر قادری ابوالعلائی
۲۶- حضرت مولٰینا سید محمد محسن حبیبی علیہ الرحمہ
۲۷- حضرت الحاج شیخ محمد عارف ضیائی صاحب علیہ الرحمہ (مدینہ منورہ)
۲۸- حضرت الحاج ملا محمد منیف سدھارت نگر (یوپی)
۲۹ حضرت مولانا نصر اللہ افغانی صاحب (پاکستان)
۳۰- حضرت مولٰینا مشتاق احمد نظامی اور حضرت مولانا سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی پر بھی نوازشات ہیں لیکن خلافت کی تحقیق نہیں۔ (تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص 111)

آل انڈیا تبلیغ سیرت

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ سرزمین ہند میں ملت اسلامیہ کی زوال پذیری اوران کی تذلیل کی واحد وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کردار کو پیروئ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے یکسر خالی کر دیا ہے۔ اخلاق، کردار، شب وروز کے معمولات میں اپنا حصہ ادا کرنے کا جو انداز نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا، اسلامیان ہند آفاقی پیغامات سے غفلت برت کر ذلت وخواری کے غار عمیق میں گرے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو عزت اور وقار کی زندگی اسی وقت میسر ہوسکتی ہے جب وہ سیرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعل راہ بنا کر زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہوں۔ یہی وہ محسوسات تھے جنہوں نے سرکار مجاہد ملت کو گھٹا ٹوپ تاریکی میں چراغ جلانے کی ضرورت پر آمادہ کیا اور انہوں نے ۱۳۶۸ء میں آل انڈیا تبلیغ سیرت کی بنیاد رکھی۔ صرف تحریر وتقریر نہیں عملی بنیادوں پر آل انڈیا تبلیغ سیرت نے ملک بھر میں سیرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو

عام کر کے اسلامیان ہند کی اصلاح کا عظیم کام انجام دینا شروع کیا۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں جہاں غیر اسلامی نظریات فروغ پا رہے تھے یا جہاں بدعقیدگی ایمان وایقان کے قلعوں میں دراڑ ڈال رہی تھی ۔ وہاں تبلیغ سیرت کے سالانہ جلسے منعقد کر کے گمراہی اور کفر والحاد کی تاریکیوں کا سینہ چاک کیا جانے لگا۔تبلیغ سیرت کی صوبائی اور ضلعی شاخوں کے ذریعہ گاؤں گاؤں قریہ قریہ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی شکل میں پہنچانے کا کام کیا جانے لگا۔ مدارس دینیہ کے قیام اور تربیت گاہوں کی تشکیل کے سلسلے میں کوششیں کی گئیں تا کہ علم دین سے آراستگی کے ساتھ نوجوانان ملت کی تربیت صنعت وحرفت کے میدان میں بھی کی جاسکے۔تبلیغ سیرت کے جو اجلاس ملک بھر میں منعقد ہوئے ان میں ۹،۱۰/۱۱اپریل ۱۹۵۴ء کے تبلیغ سیرت کے اجلاس امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ یہ اجلاس پٹنہ کے اسلامیہ ہال میں انعقاد پذیر ہوئے۔ملک کے تقریباً تمام ممتاز علما اور مشائخ نے اس میں شرکت فرمائی۔ اس میں دینی ، ملی اور قومی مسائل پر جو قرار دادیں پاس ہوئیں ان کے دوررس اثرات سے کسی انصاف پسند کو انکار نہیں ہوسکتا۔آل انڈیا تبلیغ سیرت کی مغربی بنگال شاخ نے سالانہ دس روزہ پروگراموں کے ذریعہ جو دس مختلف مقامات پر ہوا کرتے ہیں بداعمالیوں ، بدعقیدگیوں اور بے دینیوں کے خلاف مؤثر جنگ کی اور کر رہی ہے۔اس کے تحت مدرسہ عربیہ غوث اعظم قائم کیا گیا۔ دارالشفا کا بھی قیام عمل میں لایا گیا جس کے ذریعہ علاج کی مفت سہولت غریبوں کو فراہم کی گئی۔

آل انڈیا تبلیغ سیرت کی مغربی بنگال شاخ نے مختلف مواقع پر لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ گمراہیوں کی موثر روک تھام کی اور کلنڈر کے ذریعہ گھر گھر صحیح فکر کو پہنچانے کا کام بھی انجام دیا۔ اس نے پندرہ روزہ اخبار نوائے حبیب جاری کر کے ذرائع ابلاغ پر اپنی نارسائی کی تلافی کی شاندار کوشش کی ۔ چندنا گزیر اسباب کی بنا پر پندرہ روزہ نوائے حبیب کی اشاعت روک دی گئی مگر اشاعت کے دور شباب میں ناچیز کی ادارت میں ضخیم مجاہد ملت نمبر شائع کیا گیا جس کے اداریے کی داد اپنے اور بیگانے سب کی جانب سے ملی۔ طویل وقفے کے بعد پندرہ روزہ کی جگہ سہ ماہی تبلیغ سیرت کا اجراء کیا گیا۔ ’’تبلیغ سیرت‘‘ نے مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی ، حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی ، پروفیسر مسعود احمد وغیرہ کی تصنیف کردہ

کئی مفید کتابیں شائع کر کے خدمت دین متین کی ایک بڑی سعادت حاصل کی ہے۔

تبلیغ سیرت کی اڑیسہ شاخ نے اپنے سالانہ گشتی جلسوں کے ذریعہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑیسہ کے شہروں ہی میں نہیں دور دراز دیہاتوں میں پہنچانے کا قابل قدر کام انجام دیا، اس طرح اتر پردیش اور مہاراشٹر کی تبلیغ سیرت شاخوں نے اپنے اپنے طور پر دین متین کی خدمت کا جو شاندار ریکارڈ قائم کیا وہ اتنی قابل لحاظ ہیں کہ اگر سرکار مجاہد ملت کے اس مشن کو اسلامی اقدار کی حفاظت کا اہم مشن سمجھ کر دوسرے صوبوں میں بھی اس کی شاخیں قائم کر کے اس انداز سے دینی خدمت کا فرض ادا کیا جاتا تو اب تک سرزمین ہند سے گمراہیوں اور بدعقیدگیوں کا غبار تقریباً چھٹ چکا ہوتا۔ مقام افسوس ہے کہ حضرت کی حیات میں ان کے مشن کو تمام حلقوں کی تائید اور حمایت حاصل نہیں ہوسکی۔ حمایت حاصل نہ ہونے کی وجوہات پر کچھ لکھنا ایک تکلیف دہ باب کا آغاز ثابت ہوسکتا ہے اس لیے ناچیز اس تذکرے سے قارئین کے اذہان کو مکدر کرنا نہیں چاہتا اور اس سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ بعد وصال خود وابستگان سلسلہ بھی اس مشن کی عظمت کا اندازہ کر کے اس کے فروغ کی کوشش کرنے کی بجائے کسی نہ کسی طور پر اس مشن کو نقصان پہنچارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح فکر رکھنے والے تمام لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مجاہد ملت کے مشن کو اسلامی سربلندی کا مشن سمجھ کر دست تعاون دراز کریں۔ (ایضاً ص 109,108)

خاکساران حق

تقسیم ہند سے قبل علامہ مشرقی کی ''خاکسار تحریک'' نے ہندستانی سیاست میں ایک نیا پرجوش باب قائم کیا تھا۔ تقسیم کے ساتھ ہی خاکسار تحریک منتشر ہوگئی۔ مگر اس کے وابستگان کا ایک وسیع حلقہ ہندستان میں موجود تھا۔ جو ایک امیر کی تلاش میں تھا۔ سرکار مجاہد ملت کی پر جوش، باعمل اور ولولہ انگیز قیادت نے پرانے خاکساروں کو ان کی ذات کی طرف متوجہ کیا۔ ادھر خود حضور مجاہد ملت بھی سرفروشوں کی ایک ایسی جماعت کی تشکیل کے امکانات پر غور فرمارہے تھے جو سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے کردار کو پاکیزہ اور پابند سنن اور فرائض رکھے، ساتھ ہی ورزش پریڈ اور دوسرے طریقوں

سے جسمانی صحت کو ایمانی صحت کے ساتھ ہم آمیز کر کے فسادات اور مصائب و آلام کے وقت ملت اسلامیہ نیز ہم وطنوں کی امداد و اعانت کے لئے جان کی بازی لگا سکے۔ قدرتی آفات کے مواقع پر بلا لحاظ مذہب و ملت انسانی خدمات کے لئے قربانیاں پیش کر سکے۔ لہٰذا جب حضرت مجاہد ملت کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ آپ خاکسار تحریک کی امارت قبول فرمائیں تو حضرت مجاہد ملت نے علامہ مشرقی کے گمراہ کن نظریات سے خاکساروں کی برأت چاہی۔ جب ایسا ہو گیا تو نظریات میں مکمل ترمیمات کے ساتھ آپ نے اس تنظیم کو ''خاکساران حق'' کا نیا نام دیا اور اس کی امارت قبول فرمائی اور پھر اس کی توسیع و اشاعت میں شب و روز مشغول ہو گئے۔ قلیل ترین مدت میں خاکساران حق کی تنظیم صالح بنیادوں پر ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ ضعیفی کے عالم میں سرکار مجاہد ملت نے خاکساران حق کی امارت کا حق اس طرح ادا فرمایا کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ خاکی تہبند، خاکی کرتا اور خاکی عمامہ میں امیر خاکساران حق باطل اور ظالم قوتوں کیلئے پیغام اجل دکھائی دیتے۔ پریڈ کی سلامی لیتے وقت امیر خاکساران حق کا جلال و جمال قابل دید ہوتا۔ تن کونیا پارک (کلکتہ) میں خاکساران حق کی کانفرنس میں جن لوگوں نے حضرت مجاہد ملت کو ستر برس کی عمر میں نوجوانوں کی پرجوش باعمل اور سرفروش جماعت کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ سرکار مجاہد ملت سرزمین ہند پر ملت اسلامیہ کی سربلندی اور سرفرازی کا کیا کام خاکساران حق سے لینا چاہتے تھے۔

خاکساران حق کو وہ ظالموں کی جماعت نہیں مظلوموں کی محافظت والی جماعت بنانا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مراد آباد کے فسادات کے موقع پر بے گناہوں پر اندھا دھند گولیاں چلائے جانے کے ردعمل کے طور پر جب خاکساران حق کے سپاہیوں نے اپنا توازن کھو دیا اور اعتدال کی راہ سے ہٹ گئے۔ تو سرکار مجاہد ملت نے ان کی گوشمالی کی اور پریس کو یہ بیان دیا کہ ایسے موقع پر جذباتی ہو جانا فطری بات ہے پھر بھی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ خاکساران حق کے سپاہی راہ اعتدال سے ہٹ گئے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اے کاش کہ ملت کے نوجوان خاکساران حق کے مقاصد کی عظمتوں کو سمجھ کر اس میں شمولیت اختیار کر کے آزاد ہندستان میں ملت اسلامیہ کی زندگی کا ثبوت فراہم کر سکیں اور اے کاش! کہ خاکساران حق کے وابستگان سرکار مجاہد ملت کے خوابوں کی جیتی جاگتی تعبیر پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کر سکیں۔(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص:110)

سماجی خدمات

دھام نگر اور قرب وجوار کے طلبہ جو مختلف اسکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم تھے ان کی حضور مجاہد ملت نے مالی اعانت فرمائی مجاہد ملت کے مالی امداد کے مستحق صرف مسلمان لڑکے ہی نہیں بلکہ بلالحاظ تفریق مذہب وملت حضور مجاہد ملت سب کی امداد فرمایا کرتے اطراف وجوانب کے غریب بچیوں کی شادی میں حصہ لینا گویا ان کیلئے بڑی سعادت کا درجہ رکھتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ خبر ملی کہ فلاں کی بچی کی شادی ہونے والی ہے بغیر طلب مدد کو حاضر ہونا ضروری ہوجاتا تھا بہت ساری شادیوں کا اہتمام خود فرماتے یہ بچیاں بھی صرف مسلمانوں کی نہیں ہوتی تھیں ہندو بچیوں کی شادی بھی بے شمار کرائی گئیں۔

(نوائے حبیب کا مجاہد ملت نمبر:۱۳۰،از:نعمت اللہ ایڈوکیٹ)

طالبان علوم کی امداد مالی، مدارس کا قیام،حکومت وقت کے مظالم کے خلاف آواز بلند فرما کر اسیری کی زندگی اختیار کرنا، دھام نگر ہائی اسکول کا قیام، دھام نگر کالج کے قیام میں پوری کوشش کی، یتیم غرباء کی شادی بیاہ، کنواں تالاب کھودوانا،غریبوں محتاجوں کو اپنی زمین تقسیم کرنا،مساجد ومقابر کا تحفظ اور اسی طرح نہ جانے کتنے امور میں آپ کی مالی اعانت ضرب المثال ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنّت ص:۳۰۷ تا ۳۰۸)

روداد اسیری

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمتہ نے ایام جوانی سے ضعیفی کی حدوں تک کئی بار اسیری کی اذیت ناکی برداشت کی اور ہر بار کسی نہ کسی قومی یا ملی مسئلے پر جرأت مندی اور بیباکی کا مظاہرہ کیا جس کی پاداش میں آپ قید و بند سے دوچار ہوئے۔ہر وہ مسئلہ جس نے ان کی

قومی ملی اور مذہبی غیرت کو للکارا اس کے خلاف مجاہد ملت نے کمال بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے اپنے بہترین روز وشب کی قربانی پیش فرمائی۔

تفصیلات

جنگ آزادی کے سپاہی سرکار مجاہد ملت

۱۹۳۷ء میں جب جنگ آزادی تقریباً شدت اختیار کرچکی تھی فرنگی حاکموں کو اپنے اقتدار کی بنیادیں ہلتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اور اس احساس نے ان کے مظالم میں اضافہ کردیا تھا۔ اس سلسلے میں اڑیسہ میں انگریز حکام نے جل کر (واٹر ٹیکس) نافذ کردیا۔ آبپاشی کی خاطر کسانوں کو دئے جانے والے پانی پر ٹیکس کے نفاذ کا مقصد یہ تھا کہ کاشت کاروں کو اتنا پریشان کیا جائے کہ وہ آزادی کے مطالبات سے پیچھے ہٹ کر انگریز حاکموں کی خوشامد میں لگ جائیں۔ یہ بہت بڑا ظلم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جس چیز سے فیض یابی کا موقع خوب خوب عنایت کیا ہے اس چیز سے فیض رسانی کا سلسلہ منقطع کردیا جائے۔ اس جابرانہ ٹیکس کے خلاف سرکار مجاہد ملت نے کسانوں کو منظّم کیا اور بھرپور مخالفت شروع کی۔ انگریز حکام نے قرقی کا حکم صادر کیا مگر آپ ذرا بھی حواس باختہ نہیں ہوئے بلکہ کسانوں کو ہمت دلائی کہ دیکھو برٹش حکومت اگر جائداد قرق کرے گی تو تم میں سب سے زیادہ صاحب جائیداد میں ہوں۔ فکر مجھے ہونی چاہئے جب کہ مجھے کوئی غم نہیں ہے۔ تم لوگوں کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس طرح نہ خود ٹیکس کی ادائیگی فرمائی اور نہ کسی کو ٹیکس دینے دیا۔ حکومت نے آپ کے خلاف مقدمہ چلایا اور ۱۹۳۷ء میں ملا عبدالقدوس صاحب مرحوم کے مکان سے سرکار مجاہد ملت کی گرفتاری عمل میں آئی۔ بھدرک کورٹ میں مقدمہ چلا ایک ماہ اور چند یوم بھدرک جیل میں رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے شباب پر آنے کی وجہ سے انگریزوں نے اپنی بہت ساری کارروائیوں کو التوا میں ڈال دیا۔ سرکار مجاہد ملت کی رہائی اس طرح عمل میں آئی۔ مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ افسوس کہ مجاہدین آزادی کی فہرست مرتب کرنے والوں نے سرکار مجاہد ملت کو بالکل فراموش کردیا محض اس لئے کہ سرکار مجاہد ملت نے آزادئ اظہار رائے کی خاطر کسی سیاسی پارٹی میں شمولیت اختیار نہیں کی۔

غازی پور جیل

۲۱/۲۲/ جنوری ۱۹۵۶ءکو تبلیغ سیرت کے ضلعی اجلاس میں متعدد مستند علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں۔ حضور مجاہد ملت کی باری آئی تو انہوں نے ملک کے طول وعرض میں مسلمانوں کے خلاف برپا کئے جانے والے تباہ کن فرقہ وارانہ فسادات پر اپنے غم وغصہ کا اظہار فرماتے ہوئے حکومت وقت کے خلاف شعلہ بار انداز میں تقریر فرمائی اور بتایا کہ فسادات حکومت کی شہ پر مسلمانوں کو تاخت وتاراج کرنے کے منصوبہ بند پروگرام کے تحت برپا کئے جارہے ہیں۔ انہوں نے مسٹر گاندھی کو بھی نہیں بخشا۔ اوران کی اہنسا میں چھپی مسلمان دشمنی کو پیش کیا۔ ان کو مہاتما کہنے پر اعتراض کیا اور ناجائز بتایا۔ ۲۱/ جنوری ۱۹۵۶ء کی وہ تقریر جو جلسہ گاہ میں موجود سنت پرساد سنگھ ایس آئی مقامی محکمہ خفیہ نے شارٹ ہینڈ کر کے حکام بالا کے حوالے کیا تھا قارئین کی معلومات کے لئے پیش ہے۔

”وہ دور جس میں مسلمان لوٹا جاتا تھا، جلایا جاتا تھا، اس سے یہ دور زیادہ پریشان کن ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کی جان جائے تو کوئی بات نہیں، لیکن اس کا دین وایمان باقی نہ رہے تو زیادہ خطرناک ہے۔ پہلے اس لئے ظلم ہوتا تھا کہ مسلمان نہ رہے، پاکستان چلا جائے، لیکن آج اس لئے ہورہا ہے کہ مسلمان رہے لیکن مسلمان ہوکر نہ رہے“۔

”مسلمان یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ اکبر! جو اس کے سامنے اس کے جلال، اس کے حق کی توہین کرے گا اسے ٹھوکر ماردی جائے گی۔ مسلمانو! قرآن شریف وہ کتاب ہے جو دنیا کو چیلنج کرتی ہے، تمام زور اس کے مقابلے کے لئے لگایا گیا لیکن دنیا عاجز ہوگئی اور قیامت تک عاجز رہے گی۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرپائے گا۔ ایسے لاثانی اللہ اور قرآن شریف کے خلاف طرح طرح کی حرکتیں ہورہی ہیں۔ مسجدوں کی توہین کی جارہی ہے اس کا مطلب مسلمانوں کا دین مٹانا ہے“۔

”اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ دور اس سے خطرناک نہیں تھا، اسے لوگ پٹیل کی پالیسی کہتے ہیں۔ اگر وہ پٹیل کی ہی پالیسی تھی تو اس سے بہتر تھی کیوں کہ اگر مسلمان مرتا تھا تو

بھی دین کے ساتھ، لیکن آج اس کا دین مٹایا جا رہا ہے۔ تو اے مسلمانو! یہ امتحان کا وقت ہے، آج مسلمانوں کی حالت ویسی ہی ہو رہی ہے جیسے وہ قصہ ہے کہ کوئی کہیں سے آکر کسی کی خیریت بتاتے ہوئے کہنے لگا کہ ارے بھائی، تمہارے والد مر گئے، باقی سب خیریت ہے، تمہارے لڑکے کا پیر ٹوٹ گیا، باقی سب خیریت ہے، وہی حال یہاں مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ ان کے ساتھ طرح طرح کے ظلم کئے جا رہے ہیں، اور حکمراں کہتے یں کہ مسلمانوں کی حفاظت اور ان کے مذہبی تمدن کی حفاظت کے لئے ہر بات کی جا رہی ہے“۔

”کچھ مسلمان ان کو پہچانتے نہیں ہیں اور کچھ کرسیوں کے لالچ میں ان کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ گاندھی کے مرنے کے بعد کچھ مسلمان میرے پاس آکر کہنے لگے کہ اب تو گاندھی جی مر گئے، اب مسلمانوں کو بچانے والا ہندستان میں کوئی نہیں ہے۔ لیکن ان کو پتہ نہیں تھا کہ گاندھی کے وقت میں جتنے بھی قتل و جرائم مسلمانوں کے ساتھ ہوئے، ان سب کا کرانے والا وہ گاندھی ہی تھا جسے لوگ اہنسا کا پجاری کہتے تھے۔ وہ خود اہنسا کی آڑ میں تمام بلوے کراتا تھا۔ جب بلوائی مسلمانوں کے ساتھ ظلم کرنے کے لئے آگے بڑھتے، یہ گاندھی جو کہ بلوائیوں کو کچل سکتا تھا، کوئی اس قسم کا قدم نہ اٹھا کر صرف رکو رکو کا نعرہ لگاتا تھا، لیکن مسلمانو، یہ سمجھ لو کہ اس رکو رکو کے پیچھے مت چھپا ہوا تھا یعنی وہ مت رکو کہتا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہار، بنگال، پنجاب میں ہر جگہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا، ان کی ماں بہنوں کی عصمت لوٹی گئی“۔ ”لیکن اے مسلمانو، تم اپنے قرآن کو یاد رکھو، تمہارا قرآن بتلاتا ہے کہ جو رسول پاک و قرآن شریف میں یقین رکھنے والوں پر ظلم ڈھائے گا وہ دنیا سے اپنے آپ مٹ جائے گا اور اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گاندھی جسے لوگ باپو اور مہاتما کہتے تھے ہندوؤں ہی کے ہاتھوں سے فنا کر دیا گیا اور اسلام کی شان جوں کی توں بنی رہی“۔

”اسلام اور مسلمانوں پر آنچ لگانے والے ایسے بہت سے اہنسا کے پجاری دنیا سے مٹا دیئے جائیں گے۔ اسلام و رسول پاک کی شان کے خلاف دنیا کی کوئی بھی قوم نہیں ٹھہر سکتی ہے“۔ ”آج گائے کی قربانی روک دی گئی اور کہا جاتا ہے کہ اگر قربانی ہوگی تو

بلوہ ہوجائے گا۔جس میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ وہ بلوہ بھی روک سکے، اس کو حکومت چھوڑ دینا چاہئے‘‘’’گورنمنٹ کو اگر ہماری آواز نہیں سنائی دیتی ہے تو اس کے کان میں آلہ ٹھونس کر اسے وہ آواز سنائی جائے گی۔ جب تک مسلمانوں کی مسجدوں کا فیصلہ نہیں کردیا جائے گا۔تب تک ہم چین سے نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔اس کے لئے ہر مسلمان مر مٹے گا۔مسلمان جس روز تیار ہوجائے گا، اس روز دنیا کی کوئی طاقت اسے جھکا نہیں سکے گی۔ مسلمانوں کے مذہب پر اگر کوئی ہاتھ اٹھائے گا تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا جائے گا‘‘۔

’’ہمارے ہندستان کے حکمراں کہتے ہیں کہ ہندستان کے مسلمان پاکستان کے ہمدرد ہیں۔میں تو للکار کر کہتا ہوں کہ پاکستان تم سے لاکھ درجہ اچھا ہے،تم پاکستان کا کسی بھی معنی میں مقابلہ نہیں کرسکتے۔اے ہندستان کے وزیرو، اگر تمہیں حساب لگانا نہیں آتا تو کسی دوسرے سے حساب لگواکر دیکھ لو پاکستان میں کتنے مندروں کی توہین کرائی گئی۔ اگر ہندستان میں توہین کی ہوئی مسجدوں کی تعداد زیادہ ہوتو تم ڈوب مرو، یا کرسی چھوڑ کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں دے دو۔آج ہمارے اسلام کی جو بے عزتی کی جارہی ہے، اس پر ہمارے وزیراعظم پنڈت نہرو کو شرم کھا کر ڈوب مرنا چاہئے، اگر دریا کا پانی نہ ملے تو کسی سڑے گلے نالے کے پانی میں ناک رگڑ کر مرجانا چاہئے‘‘۔

اس تقریر کے اثرات نے حکومت کے کان کھڑے کردیئے، مقدمہ دائر کیا گیا اور گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوگیا۔۸/اگست ۱۹۵۶ء کو دھام نگر شریف میں دولت کدے پر گرفتاری عمل میں لائی گئی۔گرفتاری کی خبر نے دھام نگر شریف میں ایک ہیجانی کیفیت طاری کردی۔دھام نگر تھانہ چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔لوگوں نے اس بات کا فیصلہ کرلیا تھا کہ مجاہد ملت کو پولس کی حراست سے نکال لیں گے مگر اس نازک موقع پر مجاہد ملت نے عقیدت مندوں کو نصیحت کی کہ آپ لوگ صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ حکومت نے مجھے گرفتار کیا ہے میں حکومت سے سمجھ لوں گا۔مجمع منتشر ہوا تو حضرت بھدرک لائے گئے۔ٹرین آئی تو انہیں ٹرین میں سوار کرتے ہی ہتھکڑی پہنادی گئی۔۱۰/اگست ۱۹۵۶ء کو حضرت غازی پور جیل کی چہار دیواروں میں مقید کردیئے گئے۔تعصب کی انتہا یہ تھی

کہ جیل میں انہیں ،سی ،کلاس دیا گیا آل انڈیا تبلیغ سیرت نے اس طرز عمل پر احتجاجی جلوسوں کا اہتمام کرنا شروع کیا۔۱۷/اگست ۱۹۵۶ء کو ملک کے گوشے گوشے سے اتر پردیش حکومت کو حتجاجی تار بھیجے گئے جس کے نتیجے میں ۱۸/اگست ۱۹۵۶ء کو انہیں ،اے کلاس دیا گیا۔غازی پور کورٹ میں مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی۔اگست کی ۱۰ تاریخ سے دسمبر کی پہلی تاریخ تک مقدمے کی تاریخیں پڑتی رہیں اس بیچ ۲۴/اگست ۱۹۵۶ء کو الہ آباد ہائی کورٹ میں مسٹر چترویدی اور حسین احمد ایڈووکیٹ کے ذریعہ درخواست ضمانت دی گئی جو رد کردی گئی۔پھر دوسری درخواست ضمانت ۴/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو جناب استھانہ صاحب ایڈوکیٹ اور جناب باقر عثمانی صاحب ایڈوکیٹ نے پیش کی مگر ضمانت نہیں مل سکی۔ ۸/دسمبر ۱۹۵۶ء کو یہ مقدمہ سیشن کے سپرد کردیا گیا۔

سلطان پور جیل

۲۱/۲۲/جنوری ۱۹۵۶ء کو تبلیغ سیرت کے غازی پور کے جلسے کے بعد ۲۶/۲۷/ مئی ۱۹۵۶ء کو انجمن اسلامی تقریبات سلطان پور کے سالانہ اجلاس میں اسی انداز کی تقریر حضور مجاہد ملت نے فرمائی جس میں مسلمانوں کے تئیں حکومت وقت کے جانبدارانہ رویے کی قلعی کھولی گئی تھی۔اس تقریر کا متن جو محکمہ خفیہ کے افراد کے حوالے سے پیش کیا گیا تھا سطر ذیل میں پیش ہے۔

”جناب صدر، بزرگان دین اور حاضرین جلسہ!

خیال یہ تھا کہ جو کچھ آج عرض کروں وہ تبلیغ سیرت کے سلسلے میں عرض کروں ،مگر حالات قوم نے ایسا کردیا ہے کہ دو چار کلمے ان پر کہہ دینا لازم ہوگیا ہے۔آج جو پریشانیاں ہیں ،دشواریاں ہیں ،وہ احساس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔اگر مسلمان اپنے کو نہ پہچانے ،اپنے فرض منصبی کو نہ پہچانے تو نہیں معلوم اس کا حشر کیا ہوگا۔اگر قرآن میں بتلائے ہوئے فرائض کو وہ انجام نہیں دیتا تو وہ صرف اپنے ہی پیر پر کلہاڑی نہیں مارتا ، بلکہ وہ اسلام کی روایات پر بھی چوٹ مارتا ہے۔ ہندستان ہی پر کوئی مصیبت آ گئی اور ہندستان میں رہنے

والے اس کو نہ سمجھ پائے اور انہوں نے اس کا مقابلہ نہ کیا تو ان حالات میں ان پر مصیبت آتی رہے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان حالات میں ہم ہر طرح مقابلہ کریں گے۔ یہ ٹھیک ہے مگر اس کا احساس پہلے سے نہ ہوا تو پریشانی بہت بڑھ جائے گی۔ ٹھیک ایسی ہی بات مسلمانوں کے ساتھ آج ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اے مسلمان، تو کسی سے مت ڈر، خوف رکھا تو سمجھ لے کہ تجھے قومیں ختم کر دیں گی، وہ تجھے لالچ دیں گی، گمراہ کریں گی۔ اگر تو گمراہ ہوسکتا ہے کہ تو تھوڑے دنوں کے لئے ایم ایل اے یا ایم پی ہو جائے، اور آج کچھ مسلمان ایسے ہیں بھی، تو اس سے دینوی زندگی تو عیش و آرام سے بسر کرنے لگے گا، مگر حقیقتاً تیرے اس فعل سے قوم کو بڑا دھکا لگے گا اور تو خدا کو بھی اپنی سمجھ کے مطابق دھوکا دے گا، یہ ہوسکتا ہے کہ تجھے سواری کے لئے موٹر ملے اور تو بھی اس موٹر سے ترو ینی روک ٹوک کے بغیر پہنچ سکتا ہے۔'' ''یہ سب مسلمانوں کا مذہب نہیں ہے۔ مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ کو سب سے بڑا سمجھے۔ آج کچھ مسلمان ایسے ہی ہیں جن کے کام اسلام کی روایات کے بالکل خلاف ہیں۔ جن کی حرکات اسلام کے لئے مضر ہیں، وہ چند ٹکروں کی خاطر خدا کو بھول بیٹھے ہیں اور برسر اقتدار حکومت کے اراکین ہی کو بنانے والا اور بگاڑنے والا سمجھ رہے ہیں۔ اور اپنے کو حکومت کی کرسی پر پا کر انہیں لوگوں کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ دین ان سے کوسوں دور چلا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان پریشان ہے''۔

''مسجد اس لئے بنائی گئی ہے کہ مسلمان اس میں خدا کی عبادت کریں اور خدا پر ایمان رکھیں۔ ہندو اور عیسائی سب ہی یہ جانتے ہیں کہ مسجد کیوں بنائی گئی ہے۔ ہمارے ملک کی حکومت اس کے وزیر اعظم یہ کہتے ہیں کہ ہم مذہب کے ٹھیکیدار ہیں، اور ہم ان مسجدوں کی حفاظت کریں گے۔ جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں مسجدوں کے اندر باجہ بجایا جاتا ہے اور ان کے اندر بت رکھے جاتے ہیں۔ آپ نے یہ سنا ہے کہ اس کانگریسی حکومت میں مسلمانوں کو مسجدوں کے اندر جانے نہیں دیا گیا۔ بابری مسجد، ایودھیا میں بت رکھ دئے گئے، وہاں پولس اور فوج لگادی گئی اور سپاہی گنیں لے کر کھڑے ہیں، مسلمانوں کو

اس کے اندر جانے نہیں دیا جاتا ہے۔ یہ حکومت کی شرارت ہے، لیکن حکومت والے کہتے ہیں کہ ہم تو مذہب کے بھی ٹھیکیدار ہیں، تمام مذہبی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہندستان میں ہر قوم کو پوری آزادی اور برابر کا حق رہے گا، اوران لوگوں نے گھوم گھوم کر مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ یہی چالاک آدمی کا کام ہوتا ہے۔ یہ اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اگر مسلمان اس طرح اپنے کو گمراہ کر کے اسلام کے خلاف چلتا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ مگر ہم نہیں چاہتے کہ مسلمان جہنم میں جائے۔ جواہر لال سیکولر راج کا نعرہ لگاتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کو مسجدوں میں گھسنے نہیں دیا جاتا ہے اوران کی عبادت کی جگہوں پر انہیں نماز پڑھنے نہیں دیا جاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ کیا آپ نے کبھی اس کے بارے میں سوچا ہے؟ اگر سوچا تو کس نتیجے پر پہنچے؟ مسلمانوں! تمہیں دھوکا دیا جارہا ہے، گمراہ کیا جارہا ہے، حکومت کا ہر ہر قدم آج اس کے وعدوں کے خلاف پڑ رہا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب آزادی حاصل ہوئی، مسلمانوں کو سبز باغ دکھائے گئے، لیکن آج ان وعدوں کا نام ونشان بھی کہیں دکھائی نہیں پڑ رہا ہے۔ ہماری بات حکومت کو کڑوی معلوم ہوتی ہے، اسی لئے ہمارے جلسوں میں سی آئی ڈی کو بھیجا جاتا ہے۔ سی آئی ڈی والوں کی وجہ سے ہمارا کام بھی کچھ ہلکا ہوجاتا ہے اور وہ اس طرح کہ یہ لوگ نمک مرچ ملاکر ہماری بات کو گورنمنٹ کی عقل کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ ہم تو خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کو عقل آجائے اور وہ ہماری بات کو سمجھ جائے۔ جب آزادی آئی تو پٹیل نے کہا کہ یہ مسلمانوں کو ہندستان کا وفادار رہنا چاہئے۔ یہ آواز اتنی کھلی ہوئی نہیں تھی، پھر بھی میں یہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے محض ایک تمہید باندھ رہے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں کو وفاداری کی سند نہیں دی جاسکتی تھی۔ اس تمہید کا اثر آج ہندستان کی حکومت ہو یا پاکستان کی حکومت، باغی آدمیوں کو نہیں رہنے دے گی یا تو انہیں ختم کردے گی یا ان کو دبا کر رکھے گی۔ الہ آباد میں ایک جلسہ ہوا تھا، اس میں ہم سے یہ کہا گیا کہ وفادار رہو۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری لغت میں وفادار کے کیا معنیٰ لکھے ہوئے ہیں، نہ تو ہم تمہارے گھروں میں ڈاکہ ڈالتے ہیں اور نہ

ہی ہم بدمعاش ہیں، پھرتم ہم سے یہ کیوں کہتے ہو کہ وفادار رہو؟ کیوں شک کرتے ہو؟ تم نے یہ کہا۔ کیا تم نے مجھے غداری کرتا پایا؟ غدار تم خود ہو۔ دھوکے باز تم خود ہو، تمہارے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کہتے ہو کچھ اور کرتے ہو کچھ، آخر ایسا بار بار کیوں کہا جاتا ہے؟

''وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ بھارت میں ہر مذہب کو پوری آزادی ہے، مسلمانوں کو بھی ان کے مذہبی حقوق اسی طرح حاصل ہیں۔ اگر وہ صحیح کہتے ہیں تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی نہیں کرسکتا۔ پھر کیا مذہبی آزادی رہی؟ مسلمان اور قرآن کے پڑھنے والو، اس کے خلاف آواز بلند کرو۔ جب دوسرے مذہب والوں کو اپنے مذہبی کاموں کو کرنے کے لئے پوری پوری آزادی ہے تو گائے کی قربانی کو کیوں روکا گیا ہے؟ گائے کی قربانی پر لگائی ہوئی بندش مسلمانوں کے مذہب پر، اسلام پر حکومت کا ایک حملہ ہے، حکومت کا اور ہندو قوم کا گائے کی قربانی کو بند کرانا، مسجدوں کے اندر زبردستی گھسنا، ان میں بتوں کو رکھنا، یہ تمام باتیں مسلمانوں کو اپنے دین سے گمراہ کرنے کے لئے ہیں''۔

حکومت صاف صاف یہ نہیں کہہ سکتی کہ علی گڑھ یونیورسٹی کو ختم کردو یا اس سے دینی تعلیم ہٹادو، حکومت والے تو اس طرح گھما گھما کر باتیں کریں گے کہ مسلمان محسوس بھی نہ کرے اور وہ اپنے دین سے دور بھی ہوتا جائے، اس کے اندر سے اسلام کی محبت ختم ہوجائے۔ کیا مسلمانوں نے کبھی اس پر غور کیا؟ اگر ابھی تک غور نہیں کیا تو اب مسلمانوں کو اس پر دور تک سوچنا چاہئے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے ابھی سے تیار رہنا چاہئے۔ مسلمان اس بات کا جائزہ لیں کہ ہندستان کے اندر مسلمان پہلے کس حالت میں تھے اور آج کس حالت میں ہیں، یہ تو معلوم ہوگا کہ آج مسلمان مفلسی سے بری طرح پریشان ہورہے ہیں۔ اگر تم حکومت کے کارناموں پر غور کرو تو یہی نظر آئے گا کہ مسلمانوں پر مصیبت آئے گی۔ اگر مسلمان اس بات کا احساس ابھی نہیں کرتے تو ان کو بڑے بڑے نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔ اگر مسلمانوں نے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا اور اس مصیبت کو دفع کرنے کے لئے ابھی سے قربانی دینے کے لئے تیار رہے، تب مسلمان

ہندستان میں رہ سکتے ہیں۔ پھر مسلمان یہاں اسی طرح سکون سے رہیں گے جیسے پہلے رہتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ تم مفلسی سے پریشان ہو، مگر کچھ بھی ہو، خدا کو نہ بھولنا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں تم پر آئیں گی اور تمہاری ساری پریشانیاں ختم ہوجائیں گی۔ تمہاری غریبی اور پریشانی کا آج ہندو مذاق اڑاتے ہیں اور تم سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مسلم لیگ بنائی اور ملک کے ٹکڑے کرادیئے۔ یہ بات وہ لوگ کسی معنی میں صحیح طور پر کہتے ہیں۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ یہ بات ایک ایک مسلمان کے کانوں تک پہنچانی ہوگی،۔ یہ آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچانی ہوگی''۔

''ظلموں اور زیادتیوں کو ختم کرنے کے لئے زندگی قربان کی جاسکتی ہے، اس کے لئے اپنا سب کچھ مٹایا جاسکتا ہے، اگر حکومت کی اس چال کو سمجھنے کے بعد بھی مسلمان خاموش رہتا ہے تو یقیناً مسلمان کے لئے یہاں جگہ نہیں ہے۔ ہم راستہ بتانے کے لئے ہیں، ماننا یہ نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ آج مسلمانوں کے گھروں کو لوٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے، اس کو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا ہے۔ خواہ بڑی سے بڑی حکومت ہو یا اور کوئی طاقت ہو وہ مسلمان کو ذلیل نہیں کرسکتی۔ مسلمان اس لئے دنیا میں آیا ہے کہ وہ لوگوں کو صحیح راستے پر لگائے۔ میں اس سلسلے میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آج کتنے مسلمان نمازی ہیں، کتنے مسلمان روزے رکھتے ہیں، کتنے زکوٰۃ دیتے ہیں، کتنے حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور کتنے سود خوری سے بچتے ہیں۔ مسجدیں تباہ ہورہی ہیں، مسلمانوں کی توہین ہورہی ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تم لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئے ہو۔ مسلمانو، اب ہوش میں آجاؤ اور اپنے دینی فرائض کو انجام دو''۔

''تبلیغ سیرت نام کی یہ جماعت آپ کے لئے قائم کی گئی ہے۔ یہ اہل سنت کی ایک جماعت ہے، غیر سنی اس کا ممبر نہیں ہوسکتا۔ اس جماعت کا مقصد یہ ہے کہ ہر اس شخص کی حفاظت کے لئے، ہر طرح لڑے گی اور اس کی مدد کرے گی جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے، اور ضرورت پڑے تو اس کے لئے حکومت سے بھی لڑے گی۔ ہماری عبادت کی جگہوں کی

حفاظت ہونی چاہئے اور قرآن کی توہین نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے یہ جماعت مسلمانوں کو منظّم کرے گی اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار کرے گی۔ قرآن کی توہین نہ ہونے پائے، اس کے لئے مسلمانوں کو اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہئے۔ حکومت قرآن کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ پنڈت جواہر لال نہرو یہ دعویٰ کرنا چھوڑ دیں کہ ہم مذہب کے ٹھیکیدار ہیں اور تمام مذہبوں کو یکساں دیکھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے اور دھوکا ہے۔ مسلمان کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ مسلمانو، اگر تم لوگ اس دھوکے میں پڑ گئے تو تم لوگ مٹ جاؤ گے اور برباد ہو جاؤ گے۔ ہم اور کچھ نہیں چاہتے ہیں، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا اسلام زندہ رہے۔ اسی لئے مسلمان اس دنیا میں آیا ہے''۔

''اس پہ مرتے ہیں کہ دنیا میں بڑا نام رہے
ہم رہیں یا نہ رہیں دنیا میں اسلام رہے''

''فرعون اور دوسرے آئے، بڑی دولتیں جمع کیں مگر سب ختم ہو گئے، دولت کسی کے ساتھ نہیں گئی۔ آج مسجدوں کی جو توہین ہو رہی ہے، وہ مسلمانوں کی توہین ہے اس توہین کو ختم کرنا چاہئے اور اس کے لئے مسلمانوں کو ابھی سے تیار ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کو دولت کے پیچھے پیچھے نہیں چلنا چاہئے۔ مسلمانو، حکومت میں تمہارے رہتے ہوئے اگر دین کو نقصان پہنچے تو تمہیں اسے روکنا چاہئے۔ اگر حکومت میں رہتے ہوئے تم اسے نہ روک سکو تو تمہیں حکومت سے ہٹ جانا چاہئے اور اپنے دین اور اپنے رسول کی خدمت میں سب کچھ قربان کر دینا چاہئے۔ یہ اس لئے کہ تم مسلمان ہو اور اسی لئے دنیا میں بھیجے گئے ہو کہ ظلم کو ختم کرو، حکومت کی کرسیوں پر بیٹھنے والے آج یہ کہتے ہیں کہ جب تک مسلمان نماز پڑھنے جاتا رہے گا وہ گورنمنٹ کے قانون کی پرواہ نہیں کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان لوگ اپنے مذہبی فرائض کو اور قرآن کی تعلیم کو نہ بھولیں۔ آپ حضرات اپنے یہاں تبلیغ سیرت کی شاخ قائم کریں۔ اس کے لئے ممبر بنائیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے پابند بنیں اور چندہ کر کے رقم جمع کریں تاکہ عبادت گاہوں کی مرمت اور غریبوں کی مدد ہو سکے''۔

آج ہندو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں بڑی زیادتیاں کیں، یہ غلط ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کا اس وقت یہی حال تھا۔ جب بلوے کا زمانہ تھا، ہندستان اور پاکستان دونوں میں بلوے ہوئے اور بلووں کو دونوں حکومتیں نہ روک پائیں، دونوں میں سے کوئی بھی حکومت ان کو نہ روک سکی۔ اس لئے میں پھر حکومت سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ مذہب کے ٹھیکیدار نہ بنئے۔ میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو لے کر آئے ہو، حضور کی خدمت کرنا نہ بھولو، ان کے دربار میں جانا نہ بھولو، قرآن کو نہ بھولو، نماز روزے کو نہ بھولو، انہوں نے تمہیں اس لئے قرآن دیا ہے کہ تم صحیح راستے پر چلو۔ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینا تمہارا فرض ہے۔ تم اسلام کے لئے پیدا ہوئے ہو، تمہیں اسلام ہی کے لئے مرنا چاہئے''۔

اس تقریر پر بھی مقدمے کی کارروائی شروع کردی گئی تھی۔ ۱۲/ دسمبر ۱۹۵۶ء کو سلطان پور مقدمے کا وارنٹ غازی پور جیل پہنچا اور سرکار مجاہد ملت سلطان پور جیل منتقل کردیئے گئے۔ ۱۶/ دسمبر تک سی کلاس میں رکھا گیا اور ۱۶/ دسمبر ۱۹۵۶ء کو اے کلاس دیا گیا۔ سلطان پور کورٹ میں مقدمے کی تاریخیں ۱۴/ دسمبر ۱۹۵۶ء سے ۱۶/ جنوری ۱۹۵۷ء تک پڑتی رہیں۔ ۱۹/ جنوری ۱۹۵۷ء کو یہ مقدمہ بھی سیشن کے سپرد کردیا گیا۔ چند ماہ بعد ۲۹/ اپریل ۱۹۵۷ء سے سلطان پور میں سیشن کی کارروائی شروع کی گئی۔ ۲۵/ مئی ۱۹۵۷ء کو سلطان پور سیشن کورٹ سے ایک سال قید بامشقت اور پانچ سو روپئے جرمانے کا فیصلہ سنایا گیا جس کی اپیل الہ آباد ہائی کورٹ میں ۳۰/ مئی ۱۹۵۷ء کو کردی گئی۔ ۳۱/ مئی کو الحاج نعیم اللہ خان علیہ الرحمہ کی درخواست ضمانت منظور ہوئی مگر سرکار مجاہد ملت نے ضمانت داخل کرنے سے منع فرمادیا۔ سلطان پور کا سیشن ختم ہوتے ہی مجاہد ملت غازی پور جیل منتقل کردیئے گئے۔

غازی پور جیل میں اسیری کے دوران وہاں کے جیلر نے حضور مجاہد ملت کے ساتھ بڑی سختی کی۔ عمر قید کے قیدیوں یا عادی مجرموں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اس نے رکھا گرمی کے ایام میں جیل کے تنگ کمرے کے سامنے کھلے صحن میں سونے کی اجازت مانگی تو انتہائی سختی سے اس نے انکار کردیا مگر ایک واقعہ اس دوران ایسا پیش آیا جس

نے جیلر کی سختی کو نرمی اور تواضع میں بدل دیا۔ جیلر نے چند یوم کی چھٹی لی اور غازی پور سے دوسری جگہ جانے کے ارادے سے اسٹیشن آیا تو اس نے پلیٹ فارم پر حضور مجاہد ملت کو نماز میں مصروف دیکھا۔ وہ اس قدر حواس باختہ ہوا کہ فوراً جیل بھاگا کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ وہاں جاکر اس نے دیکھا کہ پلیٹ فارم پر مجاہد ملت جس طرح نماز میں مصروف تھے اسی حالت میں یہاں مصروف ہیں۔ اس پر یہ راز ظاہر ہوگیا کہ جو شخص یہاں سلاخوں کے پیچھے بندھا ہے وہ اتنا بااختیار ہے کہ جب چاہے ان حدود کو پھلانگ کر کھلی فضا میں پہنچ جائے۔ اس نے اسی وقت سہولیات کی فراہمی کا حکم دیا۔ کمرے کی تنگی کو وسعت دینے کی خاطر انہیں اس بات کی اجازت دی کہ آپ جہاں چاہیں آرام فرمائیں۔

سلطان پور اور غازی پور مقدمات کی اپیل الہ آباد ہائی کورٹ میں سماعت کے لئے داخل کی گئی۔ اس مشترکہ اپیل کی سماعت الہ آباد ہائی کورٹ کے مسٹر برونگ نے شروع کی۔ اس جج نے حضور مجاہد ملت سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اپنے سادہ لباس میں جسٹس برونگ سے ملاقات کی۔ انہوں نے ان سے چند سوالات کئے۔ آپ نے اسی جرأت اور بیباکی سے جج کے سامنے بھی تمام باتیں رکھیں۔ جسٹس برونگ اس قدر متاثر ہوئے کہ فیصلہ صادر فرماتے ہوئے انہوں نے لکھا ''چونکہ ملک سیکولر ہے اور دستور کی روشنی میں ہر شخص کو آزادئ رائے دی گئی ہے اور ساتھ ہی اس کے اظہار کا بھی حق دیا گیا ہے۔ لہٰذا مولانا حبیب الرحمٰن قادری پر ان کی تقریروں کی بنیاد پر کوئی فرد جرم عائد نہیں ہوتا۔ وہ باعزت بری کئے جاتے ہیں''۔

۱۹۶۷ء میں سرکار مجاہد ملت کو ڈیفنس آف انڈیا رولز (D.I.R) کے تحت ضلع کٹک کے مقام التی سے گرفتار کیا گیا اور برہم پور جیل بھیج دیا گیا۔ وہ مجاہد ملت جن کی زندگی کا ایک ایک قدم بلاتفریق مذہب وملت ہر ہندستانی کی معاشرتی تعلیمی اور اخلاقی ترقی کے لئے اُٹھ رہا تھا، جو غریب ہندستان کے غریب صوبہ کی امارت غریب کسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں لٹا رہے تھے انہیں حکومت ہند نے ہندستان کی دفاع کو ان کی ذات سے خطرہ جیسے ناپاک الزام میں گرفتار کیا تھا۔ اس گرفتاری کے خلاف اڑیسہ کے ہندوؤں نے بھی ردعمل کا اظہار کیا اور حضرت مجاہد ملت بہت جلد رہا کر دیئے گئے۔

۱۹۷۴ء میں بجرڈیہہ بنارس کے فرقہ وارانہ فساد میں ہونے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے نیز متاثرین فساد کی امداد و اعانت کے لئے سرگرم رہنے کی وجہ سے اس وقت کی متعصب اتر پردیش حکومت نے بنارس چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ واپسی پر بنارس اسٹیشن پر ایک فرقہ پرست جماعت کے رضا کاروں نے حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ یہاں تک کہ مار ڈالنے کی نیت سے ریلوے لائن پر ڈال دیا۔ حضرت زخمی حالت میں الہ آباد تشریف لائے۔ یہاں پولس اور خفیہ محکمے کے لوگوں نے پریشان کیا اور الہ آباد چھوڑ دینے کا حکم دیا اسی روز حکیم بادشاہ علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تھا حضرت نے تدفین میں شرکت کی غرض سے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ دوسرے روز رائے بریلی تشریف لے گئے جہاں سیلون کے مقام پر گرفتار کرلیا گیا اور آہنی سلاخوں میں بند کر دیئے گئے۔ ۹/اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ''میسا'' Maintenence of Internal Security Act یعنی داخلی سلامتی کی برقراری کے کالے اور اندھے قانون کے تحت بروز جمعہ بھدرک کے جناب سکندر خان کی دکان سے حضرت کو گرفتار کرلیا گیا۔ ان پر الزام یہ تھا کہ ان کی سرگرمیوں، تقریروں اور ملت اسلامیہ کی سربلندی کی خاطر کی جانے والی ان کی کوششوں سے ہندستانی وزارت داخلہ کو یہ تشویش ہے کہ ملک میں بدامنی پھیلے گی اور داخلی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

''میسا'' کے تحت آپ کی گرفتاری کے دوران آپ کو حتی المقدور پریشان کیا گیا طبیعت خراب ہوئی تو اسپتال منتقل کئے گئے مگر وہ بھی اس حال میں کہ ایک پاؤں میں اور ایک ہاتھ میں بیڑیاں بندھی ہوئی تھیں۔ سیکولر ہندستان میں یہ ظلم اس ہستی پر کیا جا رہا تھا جس نے اپنے بدترین مخالفوں کو بھی حسن سلوک سے نوازا تھا۔ جس نے مظلوموں کی حمایت کر کے ہندستان کے چہرہ اور تابناک بنایا تھا۔ اس اسیری کی مدت ڈیڑھ سال رہی۔

بیر علی جیل مدینہ منورہ

حضرت مجاہد ملت کی آخری گرفتاری وہ لرزہ خیز گرفتاری تھی جس نے برصغیر

ہندو پاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں تہلکہ مچا دیا تھا۔اس بار وہ اپنے ملک ہندستان میں نہ تو کسانوں کی تحریک کی رہنمائی کی سزا میں گرفتار ہوئے تھے اور نہ فسادات میں مظلومین کی حمایت میں احتجاجی تقریروں کی وجہ سے گرفتار کئے گئے تھے نہ ہندستانی دفاع کو خطرہ تھا نہ اور سلامتی کو بلکہ اس دفعہ وہ اپنے وطن سے دور بہت دور دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلان حق بلند کرنے پر گرفتار کئے گئے تھے۔دنیا بھر کے تمام سنی مسلمانوں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی طرح مجاہد ملت کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی خانہ ساز تحریک توحید وتنقیص رسالت کے امین سعودی نجدی گمراہ ہیں اور ایسے گمراہ کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت شیطانی انداز میں کرتے ہیں جنہوں نے جنت البقیع میں صحابہ کرام کے قبروں کو زمین بوس کر دیا اور جن کی ناپاک نظر گنبد خضریٰ پر لگی ہوئی ہے۔ ان کے پیچھے کسی صحیح العقیدہ کی نماز نہیں ہوسکتی۔آپ نے کئی بار حج کی ادائیگی فرمائی۔ ہر بار اپنی نماز الگ رکھی الگ جماعت قائم کی۔(سوائے حج کے جب سعودی عربیہ پر شریف مکہ صحیح العقیدہ سنی کی حکمرانی تھی) مگر اس بار ۱۹۷۹ء میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ہندستان کے نجدی نمک خوران نے مخبری کی کہ حضرت مجاہد ملت کس طرح شب وروز نجدیت کے قلعوں کو مسمار کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ لہٰذا ان کو پریشان کیا جائے۔حضرت مجاہد ملت تشریف لے گئے تو

جس کے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

اس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔سید حامد اشرف صاحب اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی معیت میں صلوٰۃ وسلام کی ڈالیاں نچھاور کر رہے تھے کہ ایک نوجوان آیا اور اس نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو ناجائز بتایا اور تکرار کر کے چلا گیا۔دوسرے روز عشاء کی نماز میں جب حضرت مجاہد ملت الگ جماعت قائم کر کے نماز کی ادائیگی میں مصروف تھے اس نے یہ جاننا چاہا کہ کیا یہاں امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔حضرت مجاہد ملت نے برملا جواب دیا کہ ''ہاں''۔سعودی پولس آئی اور گرفتار کر لے گئی۔نجدی قاضی القضاۃ شیخ عبدالعزیز کے سامنے پیش کئے گئے تو توسل انبیاء والمرسلین پر سوالات کر کے نجدی قاضی القضاۃ کو لاجواب فرما دیا۔قاضی

نے بجائے ندامت محسوس کرنے کے یہ فیصلہ صادر کیا کہ آپ کو بغیر حج کے ہندستان واپس کردیا جائے اور واپسی تک قید میں رکھا جائے۔ لہٰذا ۱۰/۱۱/اکتوبر۱۹۷۹ء کی درمیانی شب حوالات میں گزاری اور ۱۱/اکتوبر کے دن بیر علی جیل مدینہ بھیج دیئے گئے۔۱۲/اکتوبر۱۹۷۹ء کو جیل میں نجدی امام کے پیچھے جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کے جرم میں ایک سپاہی نے ہتھکڑی لگا کر جیل کے پھاٹک کے پاس تیز دھوپ میں کافی دیر تک کھڑا رکھا۔۲۳/اکتوبر کو پاسپورٹ کے محکمہ کا ایک سپاہی آیا، گھسیٹتا ہوا پھاٹک تک لے گیا اور ایذا پہنچائی۔۲۴/اکتوبر کو بیر علی جیل سے جدہ کے مقام ترحیل منتقل کردیئے گئے جہاں سے ۲۷/اکتوبر۱۹۷۹ء کو براہ کراچی ہندستان بھیج دیئے گئے۔

(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص:97 تا 91)

مجاہد ملت کا دینی وملی درد

قوم وملت کے لئے آپ اپنے سینے میں بے پناہ درد رکھتے تھے لہٰذا آپ ۱۹۷۷ء میں جب میسا کے تحت جیل سے رہا ہوکر چھ نکاتی مطالبات کی تکمیل کے لئے جنتا پارٹی کے لیڈر بیجو پٹنائک سے ملے اور چودھری چرن سنگھ کے پاس بذریعہ نمائندہ مطالبات بھیجے جن کو دونوں لیڈروں نے ٹال دیا۔ آخر کار ایک وفد جس میں مولانا ناصر فاخری الہ آبادی، حاجی شریف احمد خاں پیلی بھیت، مشتاق احمد خاکسار فیض آباد شامل تھے، کے ساتھ پرائم منسٹر ہاؤس نئی دہلی میں آر کے دھون، بنسی لال، مسز پوربی مکھرجی، عبدالرحمٰن انتولے وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے بلاخوف وخطر کہا کہ تیس سال سے جتنے فساد ہوئے سب کانگریس نے کرائے جتنے بچے یتیم ہوئے اور جتنی عورتیں بیوہ ہوئیں سب تمہاری پارٹی اور پولس نے کیا۔ عبدالرحمٰن انتولے کی دعوت پر متعدد زعما حکومت کے ساتھ تفصیلی بات چیت کر کے ہندستانی قوم اور ہندستانی مسلمانوں کے بنیادی مسائل سے آگاہ کیا اور انہیں حل کرنے کا مطالبہ کیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ذمہ داروں نے اصولی طور پر سارے مطالبات پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ عبدالرحمٰن انتولے نے اپنے اخباری بیان میں معاہدہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مولانا حبیب الرحمٰن قادری مسلمان کے عظیم رہنما اور ان کے دینی پیشوا ہیں ان

کے ماننے والوں کی ایک کثیر تعداد پورے ملک میں پائی جاتی ہے مجاہد ملت نے قوم وملت کے لئے جو مطالبات کیے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حکومت ہند کوٹھاری کمیشن کی شفارسات کے اس حصے کو منظور نہ کرے جس کا تعلق مسلمانوں کے مذہبی تعلیمی اداروں سے ہے جنہیں عام طور پر مدرسہ کہا جاتا ہے۔

(۲) دستور ہند کے دفعہ ۳۰ میں ترمیم نہ کی جائے۔

(۳) ضابطہ فوجداری ۱۲۵ کا مسلمانوں پر نہ ہو۔

(۴) پنجاب، ہریانہ، راجستھان، دہلی اور مغربی بنگال کے غیر مسلم علاقوں میں جو مسجدیں ہیں انہیں متعلقہ علاقوں کے مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔

(۵) اقلیتوں کی جان ومال کے تحفظ کی گارنٹی دی جائے۔ اگر فرقہ وارانہ فساد ہوتو متعلقہ سینئر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ افسروں کو معطل کیا جائے۔ اورانکوائری کا حکم دیا جائے۔

(۶) سنی وقف بورڈ میں آل انڈیا تبلیغ سیرت کو نمائندگی دی جائے اور مسلمانوں کے اوقاف وجائدادوں کی نگرانی کی جائے۔

(۷) مسلمانوں کے مذہبی معاملات کے سلسلہ میں حکومت کو مشورہ دینے کے لئے علما کا ایک بورڈ بنایا جائے اس بورڈ میں تبلیغ سیرت کو نمائندگی دی جائے۔

(۸) ان افسروں پر کاروائی کی جائے جنہوں نے نس بندی کے سلسلے میں زیادتیاں کی ہیں۔ فائرنگ سے جب بھی موت ہوتو وارثین کو معقول معاوضہ دیا جائے۔ (۱۵/مارچ ۱۹۷۷ء اسٹیٹس مین ۱۶/مارچ ۱۹۷۷ء آزاد ہند کلکتہ)

مجاہد ملت کے بجائے کوئی دنیادار لیڈر اور مفاد پرست رہنما ہوتا تو ۱۹۷۷ء میں جب کانگریس پارٹی کی کشتی حیات بھنور میں پھنس چکی تھی اور پورے ملک کے عوام ایمرجنسی کے درمیان ہونے والی زیادتیوں کی وجہ سے اس سے بدظن ہو چکے تھے۔ اور کانگریس پارٹی نے آپ کو ایمرجنسی کے زمانے میں میسا کے تحت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ لیکن آپ نے اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں کو معاف کرتے ہوئے محض ملی مفاد کے تحت کانگریس کے برے وقت میں ساتھ دیا اور پھر اس زمانے میں جبکہ جنتا پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو پورے ہندستان میں مسلمانوں کی نسل کشی کا لامتناہی سلسلہ چل پڑا، علی گڑھ میں مسلمانوں کی خون

سے ہولی کھیلی گئی تو صدر جمہوریہ ہند نیلم سنجیوا ریڈی کو ۲۲ رنومبر ۱۹۷۸ء کو ایک خط لکھا اس کا متن درج ذیل ہے۔

عالیجناب **نیلم سنجیوا ریڈی** صدر جمہوریہ ہند، آداب عرض!

فقیر نے اس خط سے قبل ایک خط لکھنؤ کانپور میں پولس اور پی اے سی کے ذریعہ مسلمانوں پر ظلم و بربریت، قتل عام، لوٹ، آتشزدگی اور خواتین کی بے حرمتی اور بنارس میں صرف اور صرف پی اے سی نے جس میں ایک بلوائی بھی شریک نہیں تھا بہانا بنا کر سات کوٹھیوں کو لوٹنے اور پولس کے ذریعہ بدترین فرقہ وارانہ فساد کرانے کی سازش کے بارے میں بنارس کے بڑے فساد کے قبل خط تحریر کیا تھا اور چند مطالبات بھی کیا تھا جس کے بارے میں آپ نے کوئی معقول اقدام نہیں کیا۔ جناب من اگر آپ نے کوئی اقدام کیا ہوتا تو بنارس میں بھیانک فرقہ وارانہ فساد نہ ہوتا پی اے سی اور پولس کو مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے جرم میں سزا دینے کے آپ کی یوپی حکومت نے انعام تقسیم کیا تھا جس کے نتیجہ میں صوبہ کے اندر تقریباً تیس سے زائد فرقہ وارانہ فساد ہوئے جس کے نام پر سازش کر کے پولس اور پی اے سی نے مسلم اقلیت پر پولس ایکشن کیا جس کی بدترین مثال علی گڑھ میں دی جا رہی ہے۔ پی اے سی کے ظلم کی علی گڑھ میں مثال یہ ہے کہ نماز پڑھتے مسلمانوں کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر پولس اور پی اے سی نے ظلم و بربریت و تشدد و قتل عام عورتوں کی عصمت دری و لوٹ کا بازار گرم کیا ہے اور بلوائیوں کی پشت پناہی ضلع حکام نے کی۔ حکمراں جماعت علی گڑھ کے جنتا پارٹی کے صدر اور ان کے بیٹے نے تقریباً پانچ گھنٹے مسلسل مظلوم و بے بس مسلمانوں پر فائرنگ کی ہے اور بلوائیوں کی قیادت کی۔ بلوائیوں کی پشت پناہی کی اور انہیں گرفتار ہونے پر یوپی حکومت کے بعض وزیروں نے اپنے عہدہ کا ناجائز اثر استعمال کر کے بلوائیوں کو چھڑا لیا ہے اور بعض نامزد رپورٹ والوں کو بھی نامزد نہیں کیا گیا۔

صرف ایک محلّہ مانک چوک میں بارہ مسلمانوں کو ہلاک کیا گیا اور کچھ مسلمانوں کو درختوں میں لٹکا کر پھانسی دی گئی اور مسلمانوں کو زندہ جلایا گیا۔ مسلم محلوں کو بموں سے اڑا دیا گیا۔ اس لئے فقیر کو اس بات کا اعتماد ہے کہ علی گڑھ میں تقریباً ڈیڑھ سے دو سو مسلمانوں کو

ہلاک وزخمی کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ سے زائد کی املاک کو نذر آتش کیا گیا اور لوٹا گیا۔ اقلیتوں کو تباہ و برباد کرنے کی مکمل ذمہ داری جنتا پارٹی اور جنتا کی اساس راشٹریہ سیوک سنگھ پر عائد ہوتی ہے۔ فقیر باوجود یہ کہ فساد زدہ علاقوں تک پہنچا اور نہ ہی اب تک کوئی بیان دیا ہے۔ اس لئے کثیر تعداد میں ذمہ داروں کے بیانات شائع ہوئے لوگوں نے حتی الوسع امدادیں بھی کیں۔ اگرچہ وہ بالکل ناکافی ہیں اس قسم کے واقعات کے لئے مندرجہ بالا امور وقتی طور پر ضروری ہیں لیکن فقیر کے نزدیک اس کو مرض کا اصل مداوا سمجھنا بالکل غلط ہے لیکن مسلمانوں کو جس طرح ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا محقق ذرائع سے معلوم ہوتا رہا جس سے بھارت کے کروڑوں مسلمانوں کے ساتھ اپنا دل بھی مضطرب ہے کیونکہ کانگریس دور میں جتنے مظالم اقلیتی طبقے ہریجن اور مسلمان پر خصوصاً ہوئے اس سے کہیں زیادہ ظلم و بربریت قتل ولوٹ آتشزدگی اور عورتوں کی عصمت دری جنتا حکومت کے دور میں پولس اور پی اے سی نے کھلم کھلا کیا ہے اور مظالم دن بدن بڑھتے جارہے ہیں اس کے باوجود آپ کی زبان قلم پر مہر سکوت کس قدر المناک ہے۔

لہٰذا حکومت مسلم اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوگئی ہے بلکہ تباہ و برباد کرنے میں اعلیٰ درجے کی شریک کار ہے۔ اس لئے اب اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرکے پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کو توڑ دیجئے۔ تاکہ عوام کے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں خصوصی طور پر یوپی حکومت کو باقی رہنے کا اخلاقی سیاسی وقانونی حق ہی نہیں ہے۔ اس لئے آج بھی علی گڑھ کے فساد زدہ علاقوں میں روزانہ دھماکے ہورہے ہیں انہیں روکنے فساد کو بند کرنے میں حکومت ناکام ہوگئی ہے۔

ہریجنوں، مسلمانوں اور سکھوں، مزدوروں اور دیگر پسماندہ طبقوں پر ظلم وستم پولس اور پی اے سی کے ذریعہ ہورہا ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔ عوام کا اعتماد اب یوپی حکومت پر نہیں رہا۔ اس لئے فوری طور پر اسمبلی توڑ کر نیا الیکشن کرائیں۔ مطالبات حسب ذیل ہیں:

جو لکھنؤ کانپور، بنارس وغیرہ کے بارے میں فقیر نے کیا تھا وہی مطالبات علی گڑھ کیلئے بھی کررہا ہے۔

(۱) ہائی کورٹ جج کے ذریعے واقع کی انکوائری کرواکر مظلوموں کے ساتھ انصاف

کیا جائے۔

(۲) جو مظلومین شہید ہو رہے ہیں ان کے متعلقین ورثا کو تا عمر پنشن دیا جائے اور مجروحین کو معاوضہ دیا جائے۔ جن مکانوں دوکانوں کو لوٹا گیا یا جلا دیا گیا ہے یا کسی قسم کا نقصان پہنچا انہیں پورا معاوضہ دیا جائے۔

(۳) انکوائری کے دوران تمام پولس حکام وافسران کو معطل کیا جائے۔

(۴) انکوائری کے بعد مجرم پولس پی اے سی اور افسران و حکام پر قتل و ڈکیتی وغیرہ کے مقدمات چلا کر عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ پولس و پی اے سی اور حکام کو کسی پر ظلم و ستم کرنے کی جرات نہ ہو۔

(۵) بلوے کے دوران بے جا اقلیتی فرقے کے جن لوگوں کو قتل آتشزدگی وغیرہ کے مقدمات میں ماخوذ کیا گیا ہے انہیں فوراً رہا کیا جائے۔

لہٰذا مندرجہ بالا مطالبات کو آپ فوری طور پر بذات خود اپنی حکومت سے تسلیم کروا کر مسلمانان ہند پر ہونے والے مظالم کی روک تھام کریں اگر آپ نے فوری توجہ نہ کی تو فقیر حسب اعلان سابق تن تنہا موجود ہوگا اور راشٹر پتی بھون کے سامنے دھرنا دیگا۔ اور عالم انسانیت سے اپیل کریگا کہ ہریجنوں، مسلم اقلیت سکھوں، مزدوروں پر ہونے والے مظالم کو روکنے کے لئے عملی اقدام کرے۔ فقط

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری غفرلہ

(خادم منصب امارت کل ہند خاکساران حق الہ آباد ۲/ ذوالقعدہ ۹۸)

صرف ہندستانی مسلمانوں ہی کی اصلاح حال پر ان کی نظر نہ تھی بلکہ عالم اسلام کی سب سے بڑی عبادت گاہ بیت المقدس پر امریکی شہ پر اسرائیلی یہودی حکومت نے غاصبانہ قبضہ کرلیا تو آپ نے پورے شدومد سے احتجاج کیا اور ہمیشہ فلسطینیوں کے موقف کی نہ صرف تائید کی بلکہ دامے قدمے سخنے مدد بھی کی۔ عالم اسلام کے علاوہ دیگر ممالک میں جو کچھ پیش آتا اس پر بھی آپ نظر رکھتے اور مسلمانوں پر جو مصیبتیں ٹوٹیں اور بلائیں آئیں انہیں دیکھ کر آپ تڑپ اٹھتے چنانچہ برما کے مسلمانوں پر جب عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا بنگلہ دیش میں انہیں کثیر تعداد میں ڈھکیل دیا گیا اور بلٹز اخبار کی رپورٹ کے مطابق ۴۴۴

عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ چالیس علما کو زندہ دفن کیا گیا ایک لاکھ تیس ہزار قرآن پاک نذر آتش کئے گئے ۱۶؍ ہزار مسلمانوں کو دریا برد کیا گیا (بعد کی خبر) ۲۸؍ ہزار مسلمانوں کو دریا میں غرق کیا گیا۔ چار سو مسلم اساتذہ کو گولی ماردی گئی۔ دو سے زائد بستیوں کو اجاڑ اگیا۔ اکیس ہزار مسلمانوں کو لا پتہ کر دیا گیا۔ دس ہزار مسلم خواتین کے پشتان تراشے گئے۔ چار سو مساجد و مدارس کو منہدم کر دیا گیا۔ جوان و مسلم خواتین کو گرفتار کر کے دارالحکومت کے حوالہ کیا گیا تو آپ نے سخت احتجاج کیا۔ مندرجہ ذیل پمفلٹ کے ذریعہ رائے عامہ کو بیدار کیا۔

مسلمانان ہند اور انصاف پسند غیر مسلموں سے گذارش: فقیر غفرلہٗ القدیر بنگال واڑیسہ کے مختصر دورے سے آج بتاریخ ۲۵؍ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ مطابق ۲؍ جون ۷۸ بروز جمعہ مبارکہ واپس آیا۔ بعد نماز جمعہ بعض احباب نے اخبارات سیاست جدید کانپور مورخہ ۲؍ جون ۱۹۷۸ء اور بلٹز بمبئی مورخہ ۲۷؍ مئی ۱۹۷۸ء پڑھ کر سنائے۔

اخبار سیاست میں برما کے مسلمانوں پر بے جا ظلم، بے تحاشا بربریت، قتل عام اور عورتوں کی آبروریزی کی مختصر داستان تھی۔ بلٹز میں ان جانکاہ روح فرسا واقعات کی تفصیل آئی ہے اور ہارون رشید صاحب نے حکومت کے ترجمان کے بیان کو غلط ثابت کیا ہے۔ سیاست میں حسن رضا خاں صاحب کا بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں سے عموماً اور علماء سے خصوصاً مطالبہ کیا ہے کہ جلسہ وجلوس وغیرہ کر کے بیانات دیکر احتجاج کریں۔ فقیر کی رائے میں یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کا وفد جا کر حکومت برما کے سفیر مقیم دہلی سے ملے اور احتجاج کرے اور ہندوستان کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ سے مل کر حکومت برما کے ان بے تحاشا مظالم کے متعلق حکومت ہند کے سکوت پر اظہار افسوس کرے۔

انصاف پسند غیر مسلموں سے گذارش ھے که وہ بھی احتجاجی اقدامات عمل میں لائیں!!

مسلمانان ہند اگر اب بھی متنبہ نہ ہوں اور اپنے اوپر ہونے والے روزمرہ کے مظالم کو روکنے کے لئے جان توڑ کر کوشش نہ کریں اور جان کی بازی نہ لگائیں تو یاد رکھیں کہ وہ دن دور نہیں ہے جب ہندوستان بھی برما کا رنگ دکھائے گا جس کے ابتدائی نمونے بعض شہروں میں ابتدائی رنگ دکھا چکے ہیں۔ خدا کرے کہ مسلمانان ہند کو ہوش آئے اور وہ اپنی آئندہ

نسل کو ہندوستان میں مسلمان رہنے اور باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے پوری جدوجہد کریں۔اوراس میں اگر جان کی بازی کی نوبت آئے تواس سے بھی دریغ نہ کریں۔

ناشر: ناظم نشرواشاعت آل انڈیا تبلیغ سیرت/ ۱۴۰/اترسوئیاالہ آباد یوپی۔

آپ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلسہ اور جلوس کا سلسلہ شروع ہوا جس میں مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم کی شدت سے مخالفت کی گئی اور رائے عامہ ہموار کیا گیا۔بنگلہ دیش کے سفارتخانہ نئی دہلی سے رابطہ قائم کرکے برما کے تباہ حال مسلمانوں کے لئے ریلیف کمیٹی آپ کی قیادت میں بنائی گئی جس کے دوصدر تھے۔ایک تواترپردیش کے سابق چیف منسٹر (وزیراعلی) وشوناتھ پرتاپ سنگھ تھے۔دوسری جنگ آزادی کے رہنما سابق وزیرصحت (ہیلتھ منسٹر) اترپردیش شری سالک رام جیسوال تھے۔ریلیف کمیٹی کے جنرل سکریٹری پی بی سلامت بارایٹ لاءاور جس کے دوسرے سکریٹری یوپی کے سابق ہوم منسٹراورمرکزی ڈپٹی منسٹر دہلی شری دھرم ویرصاحب اور تیسرے تحریک خاکساران حق کے سالار جناب مشتاق احمد صاحب تھے۔جب بنگلہ دیش اور برما میں سمجھوتہ ہوگیا تو ریلیف کمیٹی توڑدی گئی۔(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبرص:252 تا255)

مناظرہ

مناظرہ حضرت مجاہد ملت کا محبوب میدان تھا۔بقول شخصے ”حضرت مجاہد ملت مناظروں کوسونگھا کرتے اورمہک ملتے ہی پہنچ جاتے“۔مناظرہ کی خبر ملتے ہی حضرت مجاہد ملت مضطرب ہوجایا کرتے اورتمام مصروفیات کوپس پشت ڈال کرمناظرہ کے اسٹیج پرپہنچ جانا اپنا فرضِ منصبی خیال کرتے اور جب پہنچتے اپنی طرف سے مناظرے کے صدر آپ ہی ہوتے۔ان کے نزدیک مناظرہ میں دین کے مخالفین کوشکست دے کردین حق کا آوازہ بلند کرنا افضل ترین مجاہدہ تھا۔اوررب قدیر کافضل ہے کہ جس مناظرے میں حضرت مجاہد ملت نے شرکت فرمائی مخالفوں کو ذلیل وخوار ہوکرمیدان چھوڑنا پڑااورتقریبا ہرمناظرے میں سیکڑوں اورہزاروں لوگوں نے اپنے باطل عقائد سے توبہ کرکے دین حق میں شمولیت اختیار کی۔حضرت مجاہد ملت مناظرے کے میدان میں مخالفین کی قضا کا پیغام بن جایا کرتے ،

مخالفین کے سوالات کا مدلل جواب دینے کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے سوالات قائم فرما دیتے کہ گلوخلاصی مشکل ہو جاتی۔ مخالفین کی بدتمیزیوں کا جواب بڑے سلجھے ہوئے انداز میں اس طرح دیتے کہ ان کی ذلت کا سامان پیدا ہو جاتا۔

حضرت مجاہد ملت نے نہ صرف یہ کہ گمراہ جماعتوں سے مناظرہ کیا بلکہ آریہ سماجیوں سے بھی بار بار مناظرہ کر کے ان کو شرمناک شکست سے دوچار کیا۔ عیسائی مبلغوں سے بھی مناظرہ کیا اور دین متین کو سر بلند رکھا۔ اس سلسلے میں عبدالحق پادری سے الہ آباد میں ان کے مناظرے کی روداد بہت دلچسپ ہے۔ عبدالحق پادری نے مسلمانوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ حضرت مجاہد ملت نے جب اس پادری کی خباثت کے بارے میں سنا تو اس سے فوراً مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے حضرت سے خوش عقیدگی کے باوجود محض اس خیال سے کہ مولٰینا صاحب ابھی نوجوان ہیں تجربات کی کمی ہو گی اور معاملہ چوں کہ توحید اور تثلیث کا ہے لہٰذا اس پادری کو شکست دینے کی غرض سے غیر مقلدوں کے بڑے عالم ثناء اللہ امرتسری کو بلوایا لیکن وہ عبدالحق پادری کو قائل کرنے میں ناکام رہے۔ اس طرح انہیں مناظرے میں شکست ہو گئی۔

دوسرے سال جب پادری اپنے معمول کے مطابق الہ آباد پہنچا تو حضرت مجاہد ملت اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہی اس سے مناظرے کے لئے پہنچ گئے۔ ہر چند کہ لوگوں نے انہیں بتایا کہ اسٹیشن پر اس کے استقبال کے لئے سرکاری عملہ موجود رہتا ہے اور حفاظتی انتظامات بھی سخت تر ہوتے ہیں۔ حضرت نے پرواہ نہ کی اور جیسے ہی وہ ٹرین سے اترا حضرت نے مناظرہ کے لئے اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے شرائط مناظرہ پر گفتگو کی دعوت دی۔ پہلے تو اس نے دھونس جما کر کام چلانے کی کوشش کی اور سرکاری عملے کی موجودگی کا رعب جمانا چاہا لیکن جب اس سے کام نہیں چلا تو مجبوراً کہنے لگا کہ یہ تفصیلی گفتگو پلیٹ فارم سے نہیں ہو سکتی آپ میرے قیام گاہ پر آئیں۔ اس نے سمجھا کہ پیچھا چھوٹ جائے گا اور مولانا کو میرے قیام گاہ پر جہاں مسلمانوں کی آبادی نہیں ہے آنے کی ہمت نہیں ہو گی لیکن حضرت پہنچ ہی گئے۔ مجبوراً گفتگو شروع کی اور شرائط مناظرہ ہی طے کرنے سے عاجز رہا اور مناظرہ کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔

حضرت مجاہد ملت نے پلیٹ فارم اور قیام گاہ پر ہونے والی گفتگو کی تفصیلات اوراس کے عاجز رہنے کا سارا حال قلمبند فرما کر شائع کر کے تقسیم کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن چند گھنٹوں میں کوئی پریس والا آمادہ نہیں ہوا کہ ان کے سوالات کے ساتھ پادری پر اعتراضات کو چھاپ دے، بہر حال جتنی جلد ممکن ہوسکا ہینڈ بل تقسیم کیا گیا جس کی وجہ سے عبدالحق پادری اتنا بوکھلا گیا کہ وہ فرار ہونے لگا۔ حضرت مجاہد ملت نے الہ آباد اسٹیشن پر اس بات کی کوشش کی کہ وہ اپنی شکست کا اعتراف لکھ کر کردے مگروہ مکار بغیر تحریر دیئے الہ آباد چھوڑنے میں کامیاب ہوگیا۔ یونہی گجرات کے دوردراز علاقوں میں شدھی تحریک کے دوران حضرت مجاہد ملت نے مشقتیں برداشت کرکے آریہ سماجیوں سے مناظرے کرکے اورمسلمانوں میں دین کی تبلیغ کرکے اسلام کے چہرے پر پڑنے والی گرد کو صاف کرنے کا عظیم کام انجام دیا۔

حضرت مجاہد ملت کی مناظرانہ حیثیت پر ایک مکمل تصنیف درکار ہے۔ اس حیثیت میں ان کی عظمت کا اندازہ ان کے ہم عصر اور ہم سبق ممتاز عالم دین شمس العلما حضرت علامہ قاضی شمس الدین جعفری جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ ’’مناظرے میں بے حد کامیابی حاصل کی تھی۔ ان کی کامیابیاں بہت قابل لحاظ ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہم عصروں اور ہم عمروں میں یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہ تھا تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا‘‘۔

بریلی شریف کا مناظرہ

۲۰ رمحرم ۱۳۵۴ھ/ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء بروز جمعرات بمقام اکبری جامع مسجد (یہ مناظرہ مرزائی مسجد) شہر کہنہ بریلی شریف حضرت علامہ سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان قدس سرہ اور مولانا منظور احمد نعمانی دیوبندی کے درمیان ہوا تھا اہلسنّت نے حضرت مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن قدس سرہٗ کو جو اس وقت مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے صدر المدرسین تھے اپنا صدر منتخب کیا۔ دوران مناظرہ دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی نے کہا

’’رسول اللہ تو بھوکے مرا کرتے تھے‘‘ (نصرت خداداد ۱۳۵۴ھ/ص: ۱۴۰)

اسی جملہ پر استاذ محترم مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے مولوی منظور کو

گرجتی ہوئی آواز میں پھٹکارا تھا کہ منظور مناظرے کا مقصد یہ ہے کہ توہین نبوت سے تمہاری زبان روکی جائے اور افسوس کے استخفاف نبوت تمہاری فطرت ثانیہ بن چکی ہے اگر بغیر گالی گلوج کے تم اپنی گفتگو پر قابو یافتہ نہیں اگر تمہاری زبان میں کیڑے رینگ رہے ہیں جس سے تمہیں بغیر گالی دیئے چین نہیں تو سرورِ عالم کو نہیں بلکہ حبیب الرحمٰن کو گالیاں دے لو۔

(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص 106 تا 107)

مجاہد ملت اور نجدی قاضی کا مباحثہ

جب مجاہد ملت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری نوراللہ مرقدہ ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۷ء میں حج کی ادائیگی کے بعد محرم الحرام ۱۳۸۷ھ میں مدینہ عالیہ حاضر ہوئے۔ نجدی امام کی اقتدا میں نماز نہ ادا کرتے تھے۔ بلکہ ہر نماز کی علیحدہ جماعت قائم فرماتے تھے۔ کسی کی شکایت پر رئیس المحاکم شیخ عبدالعزیز بن صالح جو کہ حرم نبوی شریف میں امام وخطیب بھی تھے، نے طلب کیا۔ اس وقت محکمہ حرم نبوی شریف سے جنوب کی جانب مکتبہ عارف حکمت کے ساتھ ہوتا تھا۔

رئیس المحاکم: کیا آپ ہندستان سے آئے ہیں؟

مجاہد ملت: ہاں، میں ہندستان سے آیا ہوں؟

رئیس المحاکم: آپ عالم ہیں اور ہم علماء سے مل کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ آپ سے ملاقات ہمارے لئے باعث سعادت ہے۔ کیا آج آپ تاخیر سے حرم پہنچے، اس لئے بعد میں جماعت کرائی؟

مجاہد ملت: ہاں ایسا بھی ہے، مگر اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں۔

رئیس المحاکم: اور کیا اسباب ہیں؟

(اتنے میں ایک اہل کار سیدی مجاہد ملت کے سامنے چائے رکھ دیتا۔)

رئیس المحاکم: یا شیخ چائے پیجیے۔

مجاہد ملت: انکار تو اس لئے نہیں کر سکتا کہ اس میں مدینہ طیبہ کا پانی ہے اور پیتا اس لئے نہیں ہوں کہ نجدی پیش کر رہا ہے!

رئیس المحاکم: ٹھیک ہے، تو اور کیا اسباب ہیں؟

مجاہد ملت: آپ لوگ نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے ہو، ہم ناجائز سمجھتے ہیں۔

رئیس المحاکم: یہ اختلاف تو معروف ہے، کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی وجہ ہے؟

مجاہد ملت: آپ کے اکثر ائمہ کی داڑھیاں چھوٹی ہیں اور امام نماز میں شال کندھوں پر لٹکائے رکھتا ہے اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔

رئیس المحاکم: یہاں داڑھیاں اللہ کی طرف سے ایسی ہی ہیں، کیا آپ نے ہمارے کسی امام کو داڑھی کتراتے ہوئے دیکھا ہے؟ اور شال لٹکانا معمولی اختلاف ہے، اور کیا وجہ ہے؟

مجاہد ملت: ہم انبیا اور اولیاء سے توسل حاصل کرتے ہیں، یا غوث یا رسول اللہ (ﷺ) کہنے والے اور تم لوگ ہمیں مشرک ٹھہراتے ہو، تمہارے نزدیک ہم جب مشرک ٹھہرے تو تمہارے پیچھے ہماری نماز کیسے ہوگی؟ جب کہ علمائے نجد کے عقائد اہلسنت کے مخالف ہیں۔ اور حضرت علامہ ابن عابدین رضی اللہ عنہ نے وہابیہ کو خارجی قرار دیا ہے نیز حاشیہ ردالمختار میں علمائے نجد کا عقیدہ لکھا ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقائد کے مخالف ہیں وہ سب مشرک ہیں۔

رئیس المحاکم: توسل تو وجہ نہیں ہے، کوئی اور سبب ہوگا؟ یا غوث، یا رسول اللہ (ﷺ) کہنا توسل نہیں ہے۔

مجاہد ملت: توسل نہ سہی، استمداد ہے۔

رئیس المحاکم: کیا تمہارے عقائد میں استمداد اور ندا غیر اللہ جائز ہے؟

مجاہد ملت: ہاں، اس لئے تو ہم یا غوث، یا رسول اللہ (ﷺ) پکارتے ہیں۔

رئیس المحاکم: یہی تو شرک ہے اور شرک کیا ہوتا ہے؟ ایام جاہلیت میں مشرکین کا بھی تو یہی طریقہ تھا۔

مجاہد ملت: اگر غیر اللہ کی ندا مطلقاً شرک ہو تو یا زید کہنے والا مشرک ہو جائے گا۔ کیوں کہ زید بھی غیر اللہ ہے۔

رئیس المحاکم: پھر وہ کون سی ندا ہے، جو شرک ہوگی؟

مجاہد ملت: کسی کو معبود جان کر ندا کرنا شرک ہے۔
رئیس المحاکم: لانعبد هم الالیقر بونا الی الله زلفا.
(ہم تو انہیں صرف اتنی ہی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کردیں)
مجاہد ملت: اس میں تو غیراللہ کی عبادت کا بیان ہے، اور عبادت غیراللہ کو ہم بھی شرک سمجھتے ہیں، اور غیراللہ کی عبادت کرنے والا مشرک ہے، مرتد ہے، بلکہ ہمارے نزدیک جوکوئی اس کے عقیدے پر پوری طرح خبر رکھتا ہو اور پھر بھی اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافرو مرتد ہے

''من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر''

رئیس المحاکم: جن کو تم ندا دیتے ہو وہ تو مر کر ختم ہو گئے، ان کو ندا کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟
مجاہد ملت: کیا موت کے یہ معنی ہیں کہ روح بھی فنا ہوگئی؟ اگر روح بھی فنا ہو جائے گی تو پھر ہمیشہ، ہمیشہ کا ثواب اور ہمیشہ، ہمیشہ کا عذاب کیسے اور کس کو ہوگا؟ روح تو یقیناً مرتی ہی نہیں ہے۔
رئیس المحاکم: مگر تم لوگ تو دور سے پکارتے ہو، یہ کیسا ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟
مجاہد ملت: دور کا معنی تو یہ ہے کہ ہمارا جسم یہاں سے ایک ہزار یا دو ہزار میل دور ہے، یہ تو جسد کی دوری ہے۔ اس دوری سے روح کو کیا تعلق؟ روح کے لئے کوئی دوری نہیں۔ اس لئے کہ روح عالم امر سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ امرِرَبّی''

(تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے)

عالم ارواح کو عالمِ اجسام پر قیاس کرنا جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں، یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیا بتا سکتے ہو کہ علت مشترکہ کیا ہے؟
رئیس المحاکم: تم جو ندا کرتے ہو، ان کو تمہاری مدد کرنے کی طاقت کہاں سے آئی؟
مجاہد ملت: ہم ان مقدس ہستیوں کو پکارتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”کُنتُ لَہٗ یَد اَیبَطِشُ بِی“

(میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں،جس سے وہ پکڑتا ہے)

اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں یہ ارشاد فرمائے،کیا اس میں کوئی قوت نہیں؟ کیا یہ فرمان الٰہی بھی تمہارے نزدیک بیکار ہو جائے گا،معاذ اللہ،تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ان ہی ہاتھوں سے مدد طلب کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ خاص قوت عطا فرمائی ہے۔

رئیس المحاکم: (اکتاہٹ کے ساتھ) یہ تو اپنے عقیدہ میں اس قدر مضبوط ہے،گھنٹہ دو گھنٹہ تو کیا اگر دو دن بھی اس کو سمجھا تا رہوں تو یہ نہ سمجھے گا۔!

مجاہدملت: میں مانوں یا نہ مانوں دلیل پیش کرنا تو تمہارے ذمہ ہے،مگر تم اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکے۔

اس وقت بیس کے قریب افراد کمرے میں داخل ہوئے ، جو حلیہ سے ہندستانی ، پاکستانی اور نجدی معلوم ہو رہے تھے)

رئیس المحاکم: ان لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ، یہ مطلقاً ندا غیر اللہ کو جائز کہتا ہے،کیا مطلقاً ندا غیر اللہ نا جائز نہیں ہے؟

(یہ سنتے ہی سب نے ہاں،ہاں کہنا شروع کیا)

اللہ تعالیٰ مشرکین کے متعلق کہتا ہے:

”لا نعبد ھم و لا ندعو ھم الا لیقر بونا الیٰ اللہ زلفا“

مجاہدملت: یہ افتر علی اللہ ہے، قرآن کی تحریف ہے ، اورتکذیب بھی، بالقصد ایسا کرنا کفر اور کرنے والا کافر ہے۔

رئیس المحاکم: (یہ سنتے ہی رئیس المحاکم تلملا اٹھا،اس وقت اس کی حالت قابل دید تھی،سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو مرعوب کرنے کے لئے آپ کو غضب ناک نگاہوں سے گھورنے لگا،آپ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔مجاہد کی اس ضرب پر وہ جل کر رہ گیا۔(اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے) دیکھو غیر الہٰ کی عبادت کو جائز کہتا ہے۔

مجاہد ملت: غیر اللہ کی عبادت کو ہم شرک کہتے ہیں، غیر اللہ کی عبادت کرنے والا کافر ہے۔
بلکہ جو غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کے کفر و جہنمی ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، پہلے تو افترا علی اللہ تھا اور اب افترا علی العبد ہے۔ افترا کرنے میں نہ تم نے اللہ کو چھوڑا اور نہ بندے کو۔

(رئیس المحاکم کی حالت ابتر ہوگئی، زبان گنگ تھی، حواس باختہ ہو کر مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو گھورتا رہا)

قاضی القضاء: او

مجاہد ملت: کیا ہے؟

قاضی القضاء: تم جانتے ہو تمہاری کس سے گفتگو ہو رہی ہے؟

مجاہد ملت: خوب جانتا ہوں کہ یہ رئیس المحاکم ہیں۔

قاضی القضاء: ان کے بڑے اختیارات ہیں۔

مجاہد ملت: ان کو تو قتل کا حکم دینے کا اختیار ہے اور ویسے بھی یہ قتل کروا سکتا ہے۔

قاضی القضاء: جیل بھی بھیج سکتے ہیں۔

مجاہد ملت: جیل بھیجنا قتل سے چھوٹی سزا ہے۔

قاضی القضاء: چور کی طرح باندھ کر جیل بھیج سکتا ہے۔

مجاہد ملت: یہ بھی تو قتل سے بہت کم سزا ہے اور میرے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں، میرے ساتھ متعدد مرتبہ ایسا ہو چکا ہے؟

قاضی القضاء: اے شیخ

مجاہد ملت: کیا کہتے ہو؟

قاضی القضاء: جس سے آپ گفتگو کر رہے ہیں، جانتے ہو ان کی شخصیت کیا ہے؟

مجاہد ملت: ہاں، مجھے معلوم ہے کہ یہ رئیس المحاکم ہے اور قتل کا حکم دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

قاضی القضاء: ان کا رتبہ بہت بڑا ہے اور حکومت کے نزدیک بڑی ہستی ہیں۔

مجاہد ملت: جب حکومت کسی کو بڑا عہدہ دیتی ہے تو اسے بڑی ہستی ہی سمجھتی ہے۔
اگرچہ وہ گدھا ہی کیوں نہ ہو؟ اگر حکومت ان کو بڑی ہستی نہ سمجھتی تو رئیس المحاکم

کیوں منتخب کرتی؟

قاضی القضاء: حکومت کے یہاں ان کا بڑا وقار ہے۔

مجاہد ملت: ان کی حیثیت سے مجھے مرعوب کرنا کیسا ہے؟ جو حکومت کے نزدیک بلند مقام والا ہو کیا اس کے لئے تحریف قرآن جائز ہو جائے گی؟ مجھ پر عائد کردہ الزام، قرآن کریم سے تو ثابت نہ کرسکا اگر یہ قرآن کریم کی تحریف کر کے مجھ پر الزام قائم کرے تو کیا مجھے تسلیم کر لینا چاہئے؟

رئیس المحاکم: یہ مدینہ ہے، تمام دنیا سے لوگ یہاں آتے ہیں، مگر کسی نے اس دن تک ایسی جرأت نہیں کی، جیسی کہ تم نے جرأت کی ہے۔

(اس پر سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر ادا کیا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جابر"

(افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے)

رئیس المحاکم: اگر تو سعودی ہوتا تو میں تجھے قتل کروا دیتا۔ تم اجنبی ہو کر مجھ سے ایسی گفتگو کر رہے ہو، اور میں تمہیں غیر ملکی ہونے کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔ میرے پاس ایران، عراق، یمن، ترکی، پاکستان، ہندستان وغیرہ پچاس ممالک کے لوگوں نے درخواستیں بھیجی ہیں کہ بڑا افساد برپا ہونے کا خطرہ ہے۔

(سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی آنکھیں تر ہوگئی۔ فرمایا)

مجاہد ملت: ارے ظالم دیر کس بات کی ہے؟ جلدی کر، میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ قادری مروں اور مدینہ طیبہ کی مٹی نصیب ہو جائے، مگر حبیب الرحمٰن کے نصیب میں شہادت کہاں! کاش ایسا ہو، میری تو ان ممالک کے کسی بھی شخص کے ساتھ ایسی کوئی گفتگو نہیں ہوئی، تو فساد کیسے ہو جائے گا؟

رئیس المحاکم: گفتگو سے نہیں تمہارے جماعت کرانے کا سبب فساد ہوگا۔

مجاہد ملت: اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟ کہ درخواست دینے والے میری جماعت کے متعلق کہتے ہیں، جب کہ حرم نبوی شریف میں کئی لوگ جماعتیں کروا رہے

ہیں۔

رئیس المحاکم: نہیں ہر درخواست میں حبیب الرحمٰن کٹکی لکھا ہوا ہے۔اس وجہ سے تم الگ نماز نہیں پڑھ سکتے ۔ اگر تم الگ نماز پڑھو گے تو تمہیں تمہارے سفیر کے حوالے کر دیا جائے گا۔

مجاہد ملت: الگ نماز پڑھنے سے تمہاری مراد کیا ہے؟ کیا میں اکیلا بھی نماز نہیں پڑھ سکتا؟

قاضی القضاء: تم کو امام حرم کی اقتدا میں نماز پڑھنی ہوگی۔

مجاہد ملت: ایسا ممکن نہیں، جو بھی بدعقیدہ امام ہوگا۔اس کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھوں گا جب تک وہ اپنے عقیدۂ فاسد سے توبہ نہ کرلے۔

قاضی القضاء: تم کو ہر صورت ہمارے امام کے پیچھے نماز پڑھنی ہوگی۔

مجاہد ملت: یہ رئیس المحاکم ہے،اسے قتل کا حکم دینے کا اختیار ہے،قید کرا سکتا ہے۔کوڑے لگوا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ تو کرسکتا ہے مگر حبیب الرحمٰن سے اپنی اقتدا نہیں کرا سکتا یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔

قاضی القضاء: خاموش رہا۔

مجاہد ملت: (رئیس المحاکم کو مخاطب کرتے ہوئے) کیا حرم نبوی شریف میں، میں منفرد بھی نماز نہیں پڑھ سکتا؟

رئیس المحاکم: (قدرے توقف سے) تم اکیلے تو پڑھ سکتے ہو مگر یہ اپنے ذہن میں رکھو کہ ایک یا دو آدمی بھی تمہارے ساتھ شریک نہ ہوں۔

مجاہد ملت: منفرد اسی کو کہتے ہیں، جس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص شامل نہ ہو، گفتگو ختم ہوگئی۔

دوسرا مباحثہ

۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء حج کے بعد حضور مجاہد ملت محمد حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ایک دن ظہر کی نماز کے بعد آپ حرم سے باہر جا رہے تھے کہ ایک ساتھی نے آپ کے پاؤں کا بوسہ لیا۔کوئی سی آئی ڈی والا دیکھ رہا تھا۔اس نے اعتراض کیا اور مختصر گفتگو کے بعد شیخ الحرم کے پاس لے گیا۔اس کے سوال پر آپ نے فرمایا: ’’کہ علماے

صالحین کے پاؤں برکت حاصل کرنے کے لئے چومنا جائز ہے۔ میں تو ان لوگوں میں سے نہیں ہوں اس نے اپنے حسن عقیدت کی بنا پر ایسا کیا ہے‘‘۔

مختصر گفتگو ہوئی، شیخ الحرم نے آئندہ کے لئے محتاط رہنے کو کہا اور جانے کی اجازت دے دی۔ دو دن بعد جامعہ اسلامیہ کے ایک افغانی طالب علم کی شکایت پر جب نماز عصر با جماعت ادا کر رہے تھے کہ ہیۂ والوں نے سپاہیوں کے ساتھ آ کر گھیرے میں لے لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھ ہیۂ والوں کے دفتر جو کہ باب المجیدی میں اصطفا منزل کے پہلے دور پر تھا۔ چلنے کو کہا۔

مدیر : آپ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے اس کی وجہ کیا ہے؟

مجاہد ملت: الحمدللہ ہم جماعت سے نماز پڑھتے ہیں، ہاں یوں کہو کہ ہم تمہارے مقرر کردہ نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

مدیر: اس کا کیا سبب ہے؟

مجاہد ملت: اختلاف عقائد کی بنا پر، جب کہ مقتدی اور امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ ہے اور اس رابطے کے بغیر اقتدا صحیح نہیں۔ یہ رابطہ جسمانی نہیں بلکہ یہ مخصوص رابطہ روحانی اور اعتقادی ہے اور اگر امام اور مقتدی کے اصولی عقائد میں موافقت نہ ہو تو نماز ہرگز نہیں ہوگی۔

ہم یا غوث، یا رسول (ﷺ) کہنے والے ہیں اور تم ہمیں مشرک کہتے ہو۔ شرک تو توحید کے منافی اور کفر اسلام کے، جب ہم تمہارے نزدیک مشرک ٹھہرے تو تمہارے عقائد والے امام کے پیچھے ہماری نماز کیسے ہوگی؟

مدیر: یہ غیر اللہ سے استغاثہ ہے جو شرک جلی ہے۔

اگر زندہ انسان جو سامنے موجود ہو تو اس سے جائز ہے۔

مجاہد ملت: کسی شخص پر کوئی ظلم کر رہا ہو اور بظاہر وہاں کوئی موجود نہ ہو اور وہ پکار پکار کر کہے اللہ کے بندو میری مدد کو پہنچو، مجھ کو ظلم سے بچاؤ تو، کیا وہ مشرک ہو جائے گا؟

اسی طرح کوئی سفر میں ہو اس کا سامان کھو جائے اور وہ ہزاروں میل دور اپنے اہل خانہ کو ٹیلی فون پر ندا کرے، اپنی مدد کے لئے پکارے، تو کیا وہ تمہارے نزدیک مشرک ہے؟

شرک جلی تو ہر جگہ شرک جلی ہی رہے گا۔ کیا تمہارے عقیدہ میں زندہ اللہ کا شریک ہوسکتا ہے؟ حیف ہے تم پر، یہ تمہارا عقیدہ ہے، یہ تمہارا ایمان ہے۔

مدیر: چپ رہ زیادہ باتیں مت کرو۔

اس کے بعد وہ آپس میں مجاہد ملت کو قید کرنے کا مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ یہ مناسب نہیں۔ یہ بوڑھا ایک سیاسی و مذہبی رہنما ہے، اس کو قید کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ وہ افغانی جامعہ اسلامیہ کا طالب علم جس کی شکایت پر پکڑے گئے تھے، میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا تم نیچے اترو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ اس نے مدیر سے شکایت شروع کی کہ یہ مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔ میں یہ سمجھا یہ کہہ رہا ہے کہ میں اس کو قتل کروں گا۔ تو میں نے اسے کہا اے خبیث جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ میں نے کب کہا ہے۔ اس پر حضرت سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ مسکرائے، وہ تمام حیرت میں ڈوب گئے کہ ہم تو قید کرنا چاہتے ہیں اور یہ مسکرا رہا ہے۔ مدیر تو جل گیا۔

مدیر: تمہیں جیل بھیج دیا جائے گا۔

مجاہد ملت: یہ کون سی بڑی بات ہے۔

مدیر: تمہیں ملک فیصل کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔

مجاہد ملت: ہاں، ہاں، جلدی کرو کیا رکاوٹ ہے، میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ مکہ شریف سے میں نے ملک فیصل کو برقیہ بھی ارسال کیا تھا کہ حرمین شریفین کو علیحدہ جماعت کرانے کی اجازت ہے۔ ہم اہلسنت ہیں، سواداعظم ہیں، ہمیں علیحدہ جماعت قائم کرنے کی کیوں اجازت نہیں؟

حضرت سیدی محمد حبیب الرحمٰن قادری نور اللہ مرقدہٗ نے مکہ شریف سے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے تحریر کرا کے ایک ٹیلی گرام ملک فیصل کو ارسال کیا تھا۔ اس کے ردعمل کے طور پر مدینہ طیبہ میں آپ کے مزدور عبید اللہ الحید ری کو نوٹس بھی وصول ہو چکا تھا کہ اس شخص کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔

مدیر: تمہیں امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے گی، خواہ دو رکعت والی ہی نماز کیوں نہ ہو۔

مجاہد ملت: ایسا ممکن نہیں کہ حبیب الرحمٰن کی گردن تو کٹ سکتی ہے مگر گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقتدا میں جھک نہیں سکتی۔

مدیر: تو پھر حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتے، اگر تم نے حرم میں نماز نفل بھی پڑھی تو گرفتار کر دیئے جاؤ گے۔

مجاہد ملت: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ ہ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ o (سورۃ البقرۃ۔آیت نمبر ۱۱۴)

اور ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ''وانتم ظالمون'' کی تکرار کرتے رہے۔

مدیر: بکواس بند کرو (سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے) میں، اسے نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہاں سے جلدی لے جاؤ اور حرم میں ڈیوٹی پر مقرر سپاہیوں کو اس کی شناخت کرادو۔ اگر یہ حرم میں نماز پڑھتا ہوا ملے تو اسے فوراً گرفتار کرلو۔

شناخت کرادی گئی، مگر آپ اپنی جماعت ہی سے نماز ادا فرماتے رہے۔ آپ کا معمول تھا کہ اکثر باب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے داخل ہوتے اور جو سپاہی آپ کی اپنے دوسرے ساتھیوں کو شناخت کرانے والا تھا اس کی تعینی اس دروازے پر تھی۔

مدینہ منورہ میں گرفتاری

ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء میں مجاہد ملت سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری نور اللہ مرقدہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ایک رات بعد نماز عشا آپ مع علامہ سید حامد اشرف جیلانی اشرفی علیہ الرحمہ حرم شریف سے واپس ہو رہے تھے، تو ایک نوجوان نے حضرت سید حامد اشرف جیلانی علیہ الرحمہ سے کہا:

''تم کیسے پیر ہو؟ اپنے مریدوں کو ایک انسان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے سے نہیں روکتے۔ تم نے بھی ایک دن خدا کے سامنے

جواب دہ ہونا ہے۔''

سیدی مجاہد ملت نے فرمایا:

''ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا جائز ہے''۔

نوجوان: کیا قرآن یا حدیث میں لکھا ہے؟

مجاہد ملت: کتب فقہ میں موجود ہے۔

نوجوان: ہاں، کتب فقہ میں موجود ہے، تجھے دیکھ لوں گا۔

۱۸/ ذوالقعدہ، حضرت مجاہد ملت نے نماز عشا کی جماعت قائم فرمائی۔ پھر وتر ادا کرنے کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھے کہ ایک جوان آ گیا۔

نوجوان: کیا آپ نے امام سے علیحدہ جماعت قائم کی ہے؟

مجاہد ملت: ہاں۔

نوجوان: کیا آپ دیر سے آئے ہیں، یا امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟

مجاہد ملت: دونوں باتیں ہیں، دیر سے بھی آیا ہوں اور نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا۔

وہ نوجوان سپاہی کو بلا لایا اور آپ علیہ الرحمہ کو پکڑ کر شیخ عبدالعزیز بن صالح رئیس المحاکم کے پاس لے گئے۔

رئیس المحاکم: تم علیحدہ جماعت کیوں کراتے ہو؟

مجاہد ملت: پہلے وہابیہ کے عقائد بیان کئے، پھر کہا ہم یا غوث رضی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں، اور تم ہمیں مشرک بتاتے ہو، جب کہ تمہارے عقائد، خوارج کے عقائد ہیں اور علماء اہلسنت خارجیوں سے دور رہنے کو فرماتے ہیں اور تم جب کہ اہلسنت کو مشرک کہتے ہو تو بتلاؤ تمہارے نجدی عقائد والے امام کے پیچھے ہماری نماز کیسے ہو جائے گی؟

رئیس المحاکم شیخ عبدالعزیز بن صالح نے آپ کا بیان قلمبند کرایا اور آپ کو انگوٹھا لگانے کو کہا۔ سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے تحریر کو ملاحظہ فرمایا، جس میں لکھا تھا کہ

''امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا''

مجاہد ملت نے فرمایا:

''مجھے صحیح العقیدہ امام حرم کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے، اور تمہارا یہ جملہ امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا مبہم ہے۔ اس کو واضح کرنے کے لئے وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا لکھیں''

رئیس المحاکم کے کہنے پر کاتب نے ''وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا'' لکھ دیا تو آپ نے انگوٹھا لگا دیا۔

رئیس المحاکم شیخ عبدالعزیز بن صالح کی بددیانتی

رئیس المحاکم نے مطلقاً ''امام حرم'' اس لئے لکھوایا تاکہ آپ کو باغی قرار دے کر گردن اتاری جاسکے۔

رئیس المحاکم: وسیلہ طلب کرنا، یاغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ کہنا، جیلانی، تیجانی، بدوی کو پکارنا، یہ سب شرک اکبر ہے۔ چونکہ تم نے اقرار کیا ہے کہ تم ان سے مدد مانگتے ہو، اس لئے تم مشرک ہو، اور مشرک حج نہیں کرسکتا۔ اس لئے تمہیں حج سے روکا جاتا ہے۔

مجاہد ملت: شیعہ بھی تو یاعلی، یاحسن، یاحسین کہتے ہیں ان کو کیوں حج سے نہیں روکتے؟

رئیس المحاکم: وہ تو ہمارے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

مجاہد ملت: کیا تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے شرک ختم ہوجاتا ہے۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم.

رئیس المحاکم: خاموش رہو!! ہم نے تم کو یہاں تمہارے دلائل سننے کیلئے نہیں بلایا، تم پر حکم لگانے کے لئے بلایا ہے۔ حکم دیا کہ اس کے عقائد مشرکانہ ہیں اور مشرک حج نہیں کرسکتا، اس کو حج سے روکا جاتا ہے۔ جیل میں بھیج دیا جائے اور اس کو فریضہ حج ادا نہ کرنے دیا جائے۔ حکومت کی زیر نگرانی اس کو وطن روانہ کردیا جائے اور آئندہ

کبھی بھی جج پر نہیں آ سکتا۔

مجاہد ملت: مجھے میرے بیان اور اپنے حکم کی نقل دو۔

رئیس المحاکم: یہ تمہارا حق ہے کہ تمہیں نقل دی جائے گی۔اور ہم پر لازم ہے۔

مقدمہ قاضی القضاء کے پاس منتقل کر دیا گیا اور آپ کو حوالات بھیج دیا گیا۔ پھر دوسرے دن قاضی کے پاس پیش کیا گیا۔

قاضی القضاء: تم امام حرم کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

مجاہد ملت: اختلاف عقیدہ کی بنا پر، کیوں کہ علماء اہلسنت انبیاء واولیاء سے توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم مشرک ٹھہراتے ہو۔

قاضی القضاء: تمارے پاس کوئی دلیل ہے؟

مجاہد ملت: وابتغو الیه الوسیلة۔

قاضی القضاء: وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔

مجاہد ملت: وہ بھی مخلوق ہیں اور غیر اللہ ہیں۔

قاضی القضاء: تمہارا عقیدہ مشرکانہ ہے،اس سے توبہ کرو۔

مجاہد ملت: میرا عقیدہ برحق ہے اور حق سے،توبہ نہیں کی جاتی۔ان عقائد سے توبہ کی جاتی ہے جو فاسد ہوں جیسا کہ وہابیہ کے عقائد ہیں،جو اس زمانہ کے خوارج ہیں۔

قاضی القضاء: بکواس بند کرو،اپنی ذات کا تم خود احترام کرو۔تمہارے لئے یہ بہتر ہوگا۔

مجاہد ملت: کاش تمہیں خبر ہوتی کہ احترام کیا ہے اور کن کے لئے ہے؟

قاضی القضاء: تعلیم کہاں سے حاصل کی ہے؟

مجاہد ملت: مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے۔

قاضی القضاء: اور بھی کہیں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت: جامعہ معینیہ اجمیر شریف

قاضی القضاء: اور کس مدرسہ میں پڑھا ہے۔

مجاہد ملت: جامعہ نعیمیہ مراد آباد

قاضی القضاء: ہاں،ہاں اور بریلی میں۔

مجاہد ملت: میں بریلی شریف سے تعلیم حاصل نہیں کرسکا۔
قاضی القضاء: کیا تمہارے عقائد کے اور لوگ بھی تمہارے ساتھ ہیں؟
مجاہد ملت: ہاں، بہت ہیں۔
قاضی القضاء: تمہیں حج سے روکا جاتا ہے، اس لئے کہ تم مشرک ہو۔
مجاہد ملت: میرے بیان اور اپنے حکم کی نقل دو۔
قاضی القضاء: تم کو نقل نہیں دی جائے گی۔
مجاہد ملت: شیخ عبدالعزیز بن صالح نے نقل دینے کا وعدہ کرتے ہوئے
قاضی القضاء: مشرک کا کچھ حق نہیں ہوتا اور نہ اس سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔
مجاہد ملت: انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے، میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، ظلم ہوا ہے۔ اس پر مجھے اعتراض ہے، میں معاملہ اوپر لے جانا چاہتا ہوں۔
قاضی القضاء: یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ ہند نہیں ہے۔

ان کے ہاں کوئی علمی قاعدہ تو نہیں ہے، جو قاضی کے دل میں آئے وہی حکم لگا دیتا ہے۔ اسلام کو تو صرف بدنام کیا جارہا ہے۔ آپ کو جیل بھیج دیا وہاں جیل میں پیلے رنگ کا کارڈ دیا گیا۔ ''القضیہ'' لکھا ہوتا ہے۔ اس پر جرم اور حکم کی تلخیص بھی لکھی ہوتی ہے۔ جسے آپ نے نقل فرمالیا:

القضية

امتناعه الصلوٰة مع الجماعه واعتقاده بالتوسل باالانبياء والمرسلين وقد صدر بحقه القرار الشرعی ۱۹۲۱۶۲/ ۱۸-۱۱-۱۳۹۹ بعدم تمكينه من الحج وترحيله الى بلاده۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے رکنا اور انبیاء ومرسلین کے توسل کا عقیدہ رکھنا، اور اس کے حق میں یہ شرعی فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔۲۱۶۲ مورخہ

۱۸/۱۹ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ ، حج سے روک دیا جائے اور اسے اس کے ملک بھیج دیا جائے۔

۲۰/ذیقعدہ ۱۳۹۹ء میں آپ کو ''بیر علی'' جیل منتقل کر دیا گیا۔ پھر نجدی امام کے پیچھے جمعہ نہ پڑھنے کے جرم میں، ایک سپاہی نے آپ کو ہتھ کڑی پہنا کر جیل کے دروازے کے ساتھ سخت دھوپ میں لٹکا دیا۔

۲/ذی الحجہ کو جوازات میں طلب کیا، سپاہی نے آپ کو ایک زوردار تھپڑ مارا جس سے آپ کو چکر آ گئے، چند گھنٹے ایک گندے کمرے میں بند رکھا۔ جہاں چٹائی بھی بچھی ہوئی نہ تھی۔ ۳/ذی الحجہ کو جدہ ''ترحیل'' میں منتقل کر دیا گیا اور ۶/ذی الحجہ ۱۳۹۹ء کو جدہ سے کراچی روانہ کر دیا گیا۔ چونکہ آپ نے پاکستان کا ویزا حاصل نہیں کیا ہوا تھا۔ ٹرانزٹ ہونے کی وجہ سے ایک دن ہوٹل میں قیام رہا۔ ۷/ذی الحجہ کراچی سے روانہ ہوئے اور رات کو ممبئی پہنچ گئے۔ (تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص:50 تا56)

مرض وصال

سرکار مجاہد ملت فم معدہ کی تکلیف میں بہت دنوں سے مبتلا تھے۔ جب درد سر ابھارتا تو چہرہ متغیر ہو جاتا۔ تکلیف کے آثار نمایاں ہو جاتے اور تکلیف کے اظہار سے بچنے کی کوششوں میں چہرہ سرخ ہو جایا کرتا لیکن اس تکلیف کی کیا مجال تھی جو ان کی سرگرمیوں میں حائل ہوتی۔ اپنی دھن میں مگن خدمت دین اور خدمت خلق، سر بلندیٔ ملت اور سرفرازیٔ قوم و وطن کے جذبات سے سرشار وطن عزیز کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں سرگرم سفر رہا کرتے تھے۔ اچانک درد کا زور بڑھتا تو خادم خاص عبدالغفار حبیبی پشت پر دونوں ہاتھوں سے مالش کرتے۔ تھوڑی دیر بعد جیسے ہی آرام ملتا اس کا احساس بھی باقی نہیں رہتا کہ ابھی تھوڑی دیر قبل اضطراب کی کن منزلوں سے گزر رہے تھے۔ رشد و ہدایت اور تبلیغ و نصیحت کا کام شروع ہو جاتا۔

۱۹۷۹ء کے حج کے دوران زدوکوبی اور دوسری اذیت ناکیوں نے دل کی تکلیف میں بھی مبتلا کر دیا تھا۔ علاج کا سلسلہ قائدانہ سرگرمیوں کی بھینٹ چڑھ جایا کرتا تھا۔ ۱۹۸۰ء

کی فاتحانہ ادائیگی حج کے بعد تکلیف میں کچھ زیادہ ہی اضافہ ہوگیا۔ ارادت مندوں اور خیرخواہوں نے پابندی سے علاج کرانے کی گزارش کی۔ ۱۹۸۱ء کی شروعات میں ممبئی کے دورے کے دوران جب بیماری کا شدید حملہ ہوا تو وہاں کے معتقدین، مریدین، بہی خواہوں اور مخلص دوست حضرت ٹوپی والے بابا نے بغرض علاج ممبئی میں ہی روک لیا۔ ممبئی کے اچھے ڈاکٹروں میں سے ایک ڈاکٹر کمال نے علاج شروع کیا۔ پھر ممبئی کے ممتاز معالج ڈاکٹر مہتا نے بھی علاج میں شرکت کی۔ ان دو قابل اعتماد ڈاکٹروں کے علاج سے کافی افاقہ تھا بلکہ ہفتہ عشرہ کے علاج کے بعد علاج سے چھٹکارے کی بات پکی تھی۔ مگر وصال یار کی تیاریاں ہو چکی تھیں۔ معالجوں کو خبر نہیں، معتقدین کو خبر نہیں مگر خود انہیں دنیاوی بندھنوں سے آزاد ہوکر محبوب حقیقی سے ملنے کی بڑی بے تابی تھی۔ بستر علالت سے اپنے آخری خط میں جو انہوں نے وصال سے صرف دو روز پہلے تحریر فرمایا تھا واضح اشارہ اس بات کا دیا تھا کہ

سوئے در حبیب کھنچا جا رہا ہے دل
وارفتگئ شوق کا موسم قریب ہے

آخری خط، وصال کی طرف واضح اشارہ

بحمدہ تعالیٰ و بطفیل حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وبحرمتہ غوثنا الجیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ فقیر غفرلہ القدیر بہت رو بصحت ہے۔ دو بیماری میں مبتلا ہوگیا تھا۔ ایک تو ’’فم معدہ‘‘ کا درد جو پرانی بیماری ہے۔ دوسرے قلب متاثر ہوگیا تھا جو ایک خطرناک چیز تھی۔ لوگوں میں غلط فہمی سے یہ مشہور ہوگیا تھا کہ دل کے درد کے دورے سے فقیر بہت بے چین ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ دورہ دل کے درد کا نہیں بلکہ معدے کے درد کا دورہ ہوتا ہے۔ اس سے پریشان ہوکر دور دراز سے احباب ممبئی پہنچتے ہیں اور کثیر اخراجات کے متحمل ہوتے ہیں۔ اڑیسہ سے تو ایسے بعض تنگ حال احباب بھی آئے جو رکشا چلا کر گزارہ کرتے ہیں۔ لوگ بلاوجہ زیر بار ہوں جس سے فقیر کو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ ڈاکٹر مہتا جو ممبئی کے ممتاز ترین ڈاکٹر ہیں اور ممبئی کے مخصوص احباب انہی سے میرا علاج کرا رہے ہیں۔ انہوں نے جانچ کر بتایا کہ دل کا حال بہت کچھ درست ہوگیا ہے

۔احتیاطاً دس پندرہ روز کے لئے روکا ہے۔لہٰذا احباب سے گزارش ہے کہ خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں۔خدا نے چاہا تو بہت جلد یہاں سے روانگی ہوگی۔

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری غفرلہٗ

۴؍جمادی الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۱۹۸۱ئ روز چہارشنبہ۔ممبئی-۳

وصال

مریدین،معتقدین اور بہی خواہوں کے نام اس پیغام کے جاری کرنے کے بعد آپ کی طبیعت بگڑنے لگی ۔ ریاحی دورہ پڑا یہاں تک کہ ۱۲؍مارچ کو اسمٰعیلیہ اسپتال میں داخل کردئے گئے ۔معلوم ہوا کہ بلڈ پریشر کم ہوگیا ہے۔مولینا عبدالقدوس خان کشمیری خطیب ہانڈی والی مسجد کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ؎

لے وہ حاکم کے سپاہی آئے
صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

انہوں نے گھبرا کر کہا یہ کیا فرماتے ہیں۔فرمایا مولوی صاحب مکان کے دیوار و ستون اگر کمزور ہوں اور وہ گرنے والا ہو تو کیا صرف رنگ وروغن سے مکان سلامت رہ سکتا ہے۔انھوں نے کہا نہیں۔فرمایا یہی آپ لوگ کررہے ہیں۔اپنی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس عمارت کا وقت پورا ہوچکا ہے۔آپ کی طبیعت تیزی سے بگڑنے لگی ٹوپی والے بابا آئے تو مسکرا کر پونے چھ بجے رخت سفر باندھنے کی اطلاع دی۔ہوائی جہاز پر وطن پہنچنے کی بات کہی ۔ چہرے پر طمانیت بڑھتی گئی نورانیت کی جلوہ گری تیز تر ہوتی گئی اور ۶؍جمادی الاوّل مطابق ۱۳؍مارچ ۱۹۸۱ء کو ممبئی میں جب نماز عصر پڑھی جاچکی تھی۔مغرب کی نماز میں کچھ دیر تھی تو شام کو پانچ بج کر ۴۵ منٹ پر موجود لوگوں کو یارسول اللہ اور یاغوث کے کلمات کے ساتھ الوداع کہا۔اڑیسہ کے ساحل سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب بمبئی کے ساحل پر ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔وصال کے وقت چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

جنازہ

آن کی آن میں وصال کی خبر پورے ممبئ اور پھر ٹیلیفون کے ذریعہ تمام بڑے شہروں میں پہنچ گئی۔ پونے نو بجے شب کی خبر میں آل انڈیا ریڈیو نے اپنے ہندی نیوز بلیٹن میں گہرے دکھ کے ساتھ یہ خبر اپنے سامعین کو سنائی۔اس طرح چند گھنٹوں میں پورا ہندستان اس جانکاہ صدمے پر ماتم کناں تھا۔وصال سے چند گھنٹوں قبل بذریعہ طیارہ وطن جانے والی بات جوانہوں نے ٹوپی والے بابا اور دیگر حاضرین سے کہی تھی اس کے مطابق بذریعہ طیارہ جسم اطہر اڑیسہ پہنچائے جانے کے انتظامات ہونے لگے۔ممبئ شہر میں دوسری صبح نماز جنازہ ہوئی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ جنازے کے بعد بذریعہ طیارہ کلکتہ لے جائے جانے لگے۔قبل کی فلائٹ سے مولانا قاری عبدالتواب صاحب کلکتہ تشریف لے جاچکے تھے۔ائیر پورٹ پر ایک بے قابو ہجوم تھا جو اپنے قائد اور شیخ طریقت کے آخری سفر میں بھیگے ہوئے دامنوں اور سسکیوں کے ساتھ الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔طیارہ پہنچا اور پیمانۂ صبر اس طرح چھلکا کہ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔چیخیں بلند ہونے لگیں اور کتنے دیوانے ہوش وخرد سے بیگانہ ہوگئے۔تابوت طیارہ سے باہر لایا گیا۔ائیر پورٹ کے سامنے والے وسیع وعریض میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پھر بذریعہ ٹرک جسم اطہر جائے پیدائش دھام نگر ضلع بالاسور لے جایا گیا۔راستے میں جگہ جگہ مجاہد ملت کے دیوانوں نے دامن صبر تار تار کر کے بلک بلک کر کے جنازے کی نمازیں ادا کیں۔ دھام نگر میں انتظامات کئے جاچکے تھے جسم مبارک وہاں پہنچا تو بے قراری اور اضطراب کا ایک عجیب عالم تھا۔اب تک تو یہ ہوتا آیا تھا کہ دوروں سے واپسی کے بعد مکان آتے تو قدم بوسی کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ،فریادیں کی جاتیں، دعائیں کرائی جاتیں، معاملات سلجھائے جاتے مگر آج کی واپسی کا عالم کربناک تھا۔بوڑھے بچے اور جوان ،ضعیف العمر عورتیں روئے جارہے تھے۔ کوئی ضبط کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہوجارہا ہے اور کوئی ضبط کر کے اپنے اوپر قیامتیں توڑ رہا ہے۔آج ان کا محسن اعظم ان سے رخصت ہوگیا تھا۔آج ان کے سر سے شفقتوں کا سایہ اٹھ گیا تھا۔آج سب یتیم ہوگئے تھے۔ ہندستان کے مختلف حصوں سے ماتم گساروں کا ایک

سمندر امڈ آیا تھا اداسی پوری فضا پر طاری تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ دھام نگر کی دھرتی ، دھام نگر کا آسمان، دھام نگر کے درخت، دھام نگر کی ہریالیاں، دھام نگر کے چرندو پرند سب مصروف ماتم ہیں۔ اب تک وہ شہر شہر، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، کوچہ کوچہ پہنچ کر فریادیں سنا کرتے تھے ،دکھوں کا مداوا کیا کرتے تھے۔ گمراہیوں اور بدعقیدگیوں کی تاریکی میں حق کا چراغ جلاتے تھے ، جھوٹ، مکر، فریب، اور دغا بازی کی دنیا کو صداقت، حق گوئی اور بے باکی کے سبق پڑھاتے مگر آٹھ دہائیوں کے مسلسل سفر نے شاید انہیں تھکا دیا تھا اس لئے دھام نگر کی دھرتی پر لیٹ گئے کہ آؤ میرے بچو! حق گوئی، صداقت، بے باکی ، جواں مردی کی خیرات یہاں سے آکر لے جاؤ، مصائب و آلام کی کڑی دھوپ میں میرے لاڈلو! میری شفقتوں کے سایے میں آرام کرنے یہاں چلے آؤ، بدعقیدگی اور گمراہی کا اندھیرا بڑھ رہا ہوتو میری لحد سے حق کا چرغ لے جاؤ، ظلم و استبداد کا پنجہ جب تمہارے ملی تشخص اور مذہبی کردار کو ختم کرنے کے درپے ہوتو میری خاک سے جرأت ومردانگی ، حوصلے اور جوانمردی کے جواہرات لے جاؤ، آزاد ہندستان میں باوقار زندگی گزارنے کے جوراز میں نے بتائے تھے اگر تم بھول جایا کروتو میرے آستانے پر آکران کی یاد تازہ کر کے عزت سے زندگی گزارنے کا چلن سیکھ لیا کرو۔(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبرص:112 تا114)

عــرس : ہرسال جمادی الاوّل کی ۶/۵ رتاریخوں میں عرس کی تقریبات دھام نگر شریف میں منائی جاتی ہیں۔ ۵رجمادی الاوّل کوطرحی نعتیہ مشاعرہ، ۶رجمادی الاوّل بعد نماز فجر غسل شریف، صبح آٹھ بجے سے چار بجے شام تک تقسیم لنگر، غسل کے بعد چادر پوشی کا سلسلہ شام تک جاری ہوتا ہے۔ بعد نماز عصر قل شریف اور شب کو ملک کے ممتاز علمائے دین کی تقاریر۔

مجاہد ملت کے اقوال زریں

- چھڑ و مت، چھڑ جائے تو چھوڑو مت۔
- جلدی شیطان کی جانب سے ہے اور اطمینان اللہ کی جانب سے ہے۔
- رسالہ الاستمداد کو پڑھ کر اگر کوئی سنی اسے صحیح طور پر سمجھ لے تو وہ دیوبندی سے بحث کرنے

کے قابل ہو جائے گا۔

● رشتہ دار لوگ بچھوؤں کی طرح ہوتے ہیں۔

● اسلام ہمیشہ قربانی کو چاہتا ہے۔

● کسی شئے سے تمہارا محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دے گا۔

● مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

● مسلمان مرکر بھی فتح یاب ہوتا ہے۔

● دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ کبھی اپنی عزت کی فکر نہ کرو، ہمیشہ دین کی عزت کی فکر کرو۔

● نماز جوان کی طرح پڑھنا چاہئے اور وضو بوڑھوں کی طرح کرنا چاہئے۔

● مسلمان جس دن درست ہو جائے گا، اس دن دوسروں کو بھی درست ہونا پڑے گا۔

● تم مصلے پر بیٹھ کر ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہو، تمہارے قدموں پر دولتمند کاسہ ہوگا۔

● جو شاگرد استاد سے چوں چرا نہ کرے اور جو مرید اپنے پیر سے چوں چرا کرے دونوں ناقص ہیں۔ (ص ۲۸۰ خون کے آنسو)

مجاہد ملت اکابرین واصاغرین کی نظر میں

کسی بھی باعظمت انسان کی دینی عظمت اور اس کی واقعی قدر و قیمت سمجھنے میں وقت کے اکابر و معاصرین کے خیالات و تاثرات اور ان اصاغرین کے احساسات بڑی اہمیت رکھتے ہیں، جو انسان کی زندگی کے نشیب و فراز سے واقف ہوتے ہیں لہٰذا ہم مجاہد ملت کی مجاہدانی اور صوفیانہ شخصیت کے صحیح خدوخال سمجھنے کے لئے کچھ اہم شخصیتوں کے خیالات ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ

حضرت حجۃ الاسلام نے ۱۳۵۰ء میں دھام نگر میں مجاہد ملت کو روحانی سلاسل نیز جملہ علوم وفنون اور بے شمار اوراد و اعمال کی اجازت عطا فرمائی تھی، آپ نے مجاہد ملت کے لئے خصوصی تحریری اجازت نامے میں آپ کو جن الفاظ و اوصاف سے یاد کیا ہے اس سے مجاہد ملت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ لکھتے ہیں: ”میرے پروردگار نے مجھے الہام کیا ہے کہ ان

(مجاہد ملت) کو مکمل عام اجازت دوں تو میں نے نیک بخت قابل تعریف بھائی کو اجازت دی جو اچھے، لائق، مہربان، صوفی باصفاء وفادار مخلص، تیز ذہین، مضبوط دل والے، اور محکم ارادے والے، بلند سنتوں کے حامی اور قابل نفرت فتنوں کی سرکوبی کرنے والے، ہم عصروں اور فضل وکمال والوں میں قابل فخر، عمدہ عادات واطوار والے، فضل اوراونچے اخلاق والے، فاضل کامل، لائق ادب، ذہین حبیب، میرے محبوب ومحبّ ہیں۔ میرے دل کے ٹکرے ہیں میرے جگر کی تسکین، میرے قلب کی راحت، میری آنکھ کے نور، اس زمانے کے بہتر فرد اوراس زمانے کے نادر شخص، بڑوں کی آنکھ کی پتلی۔(مجاہد ملت نمبر اشرفیہ ص ۳۰)

شیخ الاسلام علامہ عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمہ

شیخ الاسلام نے مجاہد ملت کے خوف وتقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارا اور مولانا حبیب الرحمٰن کا یہ فرق ہے کہ ہم لوگ سب سے ڈرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور مولانا حبیب الرحمٰن کسی سے نہیں ڈرتے صرف خدا سے ڈرتے ہیں (ایضاً ص ۱۲)

حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا عبدالرب صاحب مراد آبادی فرماتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ عبدالرب! یہاں توانہوں نے (مجاہد ملت) نے صرف تین کوترایا ہے، قیامت کے دن پتہ نہیں کتنے کوترائیں گے۔(مجاہد ملت نمبر اشرفیہ ۱۲۰)

حافظ ملت علیہ الرحمہ

راز الہ آبادی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ ملت کے سامنے حضرت مجاہد ملت کا ذکر ہوا مسکرا کر فرمایا کہ مجاہد ملت کو نیکی کا ہیضہ ہوگیا ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا یک بیک نیک ہوجائے، مگران کی یہ خواہش عین سنت رسول ہے۔(ایضاً ص ۲۱۲)

قاضی شمس العلما جونپوری

قاضی صاحب حضرت مجاہد ملت کے ہم عصر اور ہم درس تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمتہ اللہ علیہ کے لائق شاگردوں میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قادری اڑیسوی بھی تھے، عالم باعمل ہونے کی حیثیت سے بھی اپنے تمام ساتھیوں میں امتیازی حیثیت حاصل تھی، تواضع اوراحباب نوازی خصوصاً شاگرد پروری میں تمام اقران وامثال پر فائق تھے۔(ایضاً ص ۷)

حضرت مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ

آپ نے ایک بار حضور مجاہد ملت کی شدت (اتباع سنت) کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہمیشہ کھلی تہہ بند اختیار فرماتے تھے اور جب اس موضوع کے فنی پہلوؤں پر گفتگو ہوتی تو آپ کا یہ سوال سب کو خاموش کر دیتا کہ سلی ہوئی تہبند زیب تن فرمانے کی کوئی سند عطا فرمائیں۔(مجاہد ملت نمبر نوائے حبیب ص ۱۱۵)

سرکار کلاں کچھوچھہ فرماتے ہیں

''وہ علم وفضل اور خلوص وتقویٰ کے ایک ممتاز مقام پر فائز تھے'' (ایضاً ص ۱۰)

شاہ عزیز احمد ابوالعلائی الہ آباد فرماتے ہیں

''حضور مجاہد ملت کی حیات بابرکات سے نہ جانے کتنی علمی وروحانی تاریخیں وابستہ ہیں جن سے دنیائے اسلام ہمیشہ فیض یاب ہوتی رہے گی۔ کردار وعمل، تقویٰ و طہارت، ہمت و بے باکی اورحق وصداقت کا ایک نیر تاباں جو تمام عمر خدمت دین میں مصروف رہا'' (ایضاً ص ۸)

علامہ نظام الدین الہ آبادی فرماتے ہیں

''حضرت مجاہد ملت ہمیشہ ذکر الٰہی یعنی پاس انفاس میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت کی پوری زندگی پر نظر ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی بلندی کردار کا راز ذکر الٰہی تھا جس نے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی منزل پر فائز کر دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ نہ ان کو کوڑے کا خطرہ تھا اور نہ بیڑی کا خوف''۔ (ایضاً ص ۱۱)

راہ خداوندی میں مالی جہاد فی سبیل اللہ کا وہ نمونہ حضرت نے پیش فرمایا کہ نہ معلوم

کتنے طلبہ کا وظیفہ اپنی جیب خاص سے مقرر کر کے ان کی تعلیم مکمل کرائی، ان کے مستقبل سنوارے، دین کی اشاعت کے لئے قرآن پاک کے فن قرأت اور تجوید کو حاصل کرنے کے لئے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ بھیجا، انہیں اپنے صرفہ سے تعلیم دلائی، غربا اور مساکین پر بادل بن کر اس طرح برسے کہ ان کے دامن تنگ ہو گئے۔ (مجاہد ملت نمبر نوائے حبیب ص ۱۲۰)

علامہ مشتاق احمد نظامی

مجاہد ملت کی دنیا کی دولت اور عیش سے بے نیازی کا ذکر یوں کرتے ہیں: ''مجاہد ملت ایک عظیم اسٹیٹ کے مالک تھے لیکن دین کی راہ میں اسے اپنے لمبے لمبے ہاتھوں سے ایسا لٹایا کہ اس دنیائے ناپائیدار سے اس طرح گئے کہ نہ کوئی بینک بیلنس تھا نہ کوئی تجوری اور نہ کوئی ایسی صندقچی، جس میں ایک کانی کوڑی محفوظ ہوتی۔ گویا اسٹیٹ کو پاؤں کی ٹھوکر ماری اور درویشی کی چادر اوڑھ لی۔

ریاست پاؤں کی دھول تھی لیکن کبھی بھی فرسٹ کلاس میں سفر نہ فرماتے، ۴۷ء میں اسٹیٹ ٹوٹنے کے بعد اگر منت وسماجت سے نذرانہ قبول بھی فرماتے تو بقدر ضرورت اور اکثر اس سے بھی زیادہ تبلیغ سیرت کے فنڈ میں جمع کرا دیتے۔ (ایضاً ص ۱۲، ۱۳)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی

حضرت مفتی صاحب مجاہد ملت کے اوصاف کمال گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مجاہد ملت قدس سرہ، جیسی جامع عبقری شخصیت پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے، وہ دیکھنے میں ایک فرد تھے، مگر اپنے اندر نہ جانے کتنی دنیا رکھتے تھے۔ علم وفضل، اتباع شریعت، سلوک وطریقت، زہد وورع، خشیت الٰہی، انابت الی اللہ، شجاعت، سخاوت، استقامت، حق گوئی، حق کوشی، قوم وملت کا درد، ملت کے دشمن عناصر پر کڑی نظر اور ان کی دسیسہ کاریوں سے آگاہی، ان کے انسداد کی تدابیر اور ان پر عمل درآمد کی بھرپور جدوجہد اور کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت سے نہ ڈرنا۔ محل ہوتے ہوئے جھونپڑے میں رہنا، حرص وآز، ریا ونمود، حب جاہ وحب وقار سے کوسوں دور، جملہ علوم وفنون کے عطر مجموعہ، طریقت

وحقیقت کے شناور، مسند درس و تدریس کے صدر نشیں ، بزم افتا کی شمع فروزاں، میدان مناظرہ کے شہ سوار ہیں، میں کیا کیا ذکر کروں اور کیا رہنے دوں۔(ایضاً۵۷،۵۸)

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی،

''حضور مجاہد ملت انہیں عدیم المثال مردان حق اور خاصان خدا میں تھے، جو دست قدرت کا شاہکار ہوتے ہیں۔ان کے قلب مبارک میں عشق شاہ مدینہ اور محبت میر بغداد کا الاؤ دہک رہا تھا،ان کا سینہ لاہوتی اسرار اور عرفان الٰہی کا مدینہ تھا۔رات کا بیشتر حصہ ذکر وفکر اور یاد الٰہی میں گزارتے۔(ایضاً ص۷۵،۷۷)

اخیر عمر میں کپڑے میں بے حد سادگی آ گئی تھی، استری کیا ہوا کپڑا کبھی کبھی دیکھا، بیشتر ہاتھ ہی کا دھلا ہوا،لیکن نہایت عمدہ صاف اور بے حد اجلا، میلا ہونے ہی نہیں دیتے تھے۔ داد ودہش اور عفو وکرم کا یہ عالم معلوم ہوتا تھا کہ حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا کی سنت کریمہ پر۔پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔پوری ریاست عفوونوازش کی نذر ہوگئی۔

بے نفسی اور استغنا کا یہ عالم کہ کبھی کسی سے منفعت کی امید نہیں رکھی،جلسوں میں سفر خرچ سے جو زائد ملتا اسے واپس کرتے میں نے دیکھا،......آپ نے اپنے مستورات کے زیور بیچ کر دین کی خدمت کی ہے۔گھر میں نے اعتکاف کے عالم میں تخت بچھا ہوا دیکھا،لیکن سفر میں سونے کے لئے زمین کا فرش ہو یا تخت و چار پائی ہو،نہ اس سے عار نہ اس کی طلب، گویا کم خواب کا فرش اور صاف ٹاٹ کا ٹکرا دونوں آپ کی نظر میں برابر تھا، بے شمار دعوتوں میں میرا ساتھ ہوا،مگر کسی کھانے کی طرف کوئی خاص رغبت نہ دیکھی،نہ کسی کھانے کو نا پسند فرمایا،مچھلی اور آم سے رغبت تھی،لیکن کھاتے معمول کے مطابق ہی تھے۔(ایضاً ص۸۱)

امین ملت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید محمد امین میاں

سعودی حکومت کے ظلم و جبر کے خلاف حضور مجاہد ملت نے استقامت کی جو مثال پیش کی وہ ناقابل فراموش ہے،ایک عالم دین، پیر طریقت، مدرس، مقرر، رہنمائے قوم کی حیثیت سے ان کے کارنامے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔بریلی شریف میں مجھے حضرت والا سے کئی بار

نیاز حاصل ہوا، عابد شب زندہ دار کے بارے میں پڑھا تو تھا مگر مجاہد ملت کی شکل میں آنکھوں سے بھی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص 12)

حضرت علامہ مولانا محمد سبحان رضا خاں قادری قبلہ

امام التارکین، حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ اور ان کی گرامی قدر خدمات اہل علم و دانش پر قطعاً مخفی نہیں۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دین متین، مسلک اعلیٰ حضرت کی بے لوث خدمت میں صرف کی۔ کبھی سنت کے خلاف کوئی عمل یا گستاخان رسالت سے کسی بھی قسم کا اتحاد و اشتراک آپ نے گوارہ نہیں کیا۔ مجاہد ملت اس عظیم ''مبلغ سنیت'' کا نام ہے جس نے عرب کی سرزمین پر دشمنوں کی سختیاں، جیل کی صعوبتیں، پیٹھ پر کوڑوں کی شدید ضرب، مخالفین اہلسنت کی گالیاں، زجر و توبیخ اور مسلک حق کے نام پر ذلت و رسوائی برداشت کی لیکن بدعقیدوں سے میل جول، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور ان کو اپنا امام مان کر اپنے تصلب کا خون کرنا آپ نے گوارہ نہیں کیا۔ حضور مجاہد ملت اس عظیم روحانی اور تارک الدنیا شخصیت کا نام ہے جس نے اپنا مال و متاع اپنی سرمایہ داری اور زمین و جائداد مسلک حق کی ترویج اور سنیت کے فروغ میں خرچ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ والے کبھی دنیا اور متاع دنیا کو خاطر میں نہیں لاتے۔ خدائے وحدہٗ قدوس نے دنیوی دولت اور زمین و جائداد اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ نام خدا اور رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان کر کے اپنے کردار و عمل سے ثابت کر دیں کہ۔ ع:

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص 13)

رئیس التحریر حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد

مجاہد ملت مدرس بھی تھے، مقرر بھی تھے، مناظر بھی تھے، وہ اخلاق عالیہ کا پیکر تھے...... علم و فضل میں یگانہ، تقویٰ شعاری، پابندی سنت، پابندی نماز، مدینہ منورہ سے والہانہ محبت، احترام سادات، محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت، تمنائے بقیع ان کی

خاص خوبیاں تھیں...... سیرت و کردار میں بے مثال، عفوو درگزر، قناعت پسند، متواضع، غریبوں کے دست گیر و غمخوار، ملت کے دردمند، خوردنواز، متحمل مزاج، سراپا اخلاص، پیکر تسلیم و رضا، علما کا ادب کرنے والے، استادزادوں کی تعظیم کرنے والے، حق گوئی و بے باکی میں یگانہ روزگار...... اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی تفسیر، قیادت کی تو اس شان سے کہ حق گوئی کے جرم میں آٹھ بار قید و بند میں رہے مگر ذرا قدم نہ لڑکھڑائے، ذرا تزلزل نہ آیا...... کہ ع اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی۔

(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر ص 16)

علامہ محمد شفیع اعظمی مبارکپور

مجاہد ملت کی مومنانہ جرأت و عزیمت اور زہد و غنا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(مجاہد ملت) ایسے باعزیمت انسان تھے کہ سنگینوں کے سائے میں آواز حق بلند کی اور نماز عشق ادا کی۔ دولت و ثروت کو ٹھوکر مار کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے زہد و استغنا کی یاد تازہ کردی'' (مجاہد ملت نمبر اشرفیہ مبارکپور ص ۹)

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

''حضرت مجاہد ملت ایک صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، اسی لئے آپ کی تبلیغ میں غضب کی تاثیر بھی تھی۔ آپ ہر کمال میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔ سنت و شریعت کی پابندی و پاسبانی میں پوری زندگی گزاردی، شریعت کے خلاف قدم اٹھنے کا سوال ہی کیا تھا، جب کہ انہیں خالی سنتوں کا فوت ہونا بھی گوارا نہ تھا۔ رئیس اعظم تھے مگر زندگی فقیرانہ انداز میں گزاردی، گویا آپ روحانی و مادی دونوں طرح فیوض و برکات کا سرچشمہ تھے۔

(مجاہد ملت نمبر اشرفیہ ص ۸۵)

☆☆☆☆☆☆☆

کرامات مجاہد ملت

دلی خیالات پر آگاہی

ماہانہ پاسبان الٰہ آباد شمارہ ۱۲ ابابت ماہ مئی ۱۹۶۰ء صفحہ ۱۷ پر علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان کے قلم سے مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن کے عنوان سے ایک مضمون تحریر ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون کو مرزا غالب کے اس شعر سے شروع فرمایا ہے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

فقیروں کے لباس میں اس درویش کامل کو بہت سی نگاہوں نے دیکھا۔ مگر خال خال ہیں وہ لوگ جنھوں نے صحیح معنوں میں انہیں پہچانا ہو۔ میری نظر میں اس کے بہت سے علل واسباب ہیں۔ اس وقت مجاہد ملت ہی کی روایت کو سپرد قلم کرتا ہوں جو خود میری آپ بیتی سے متعلق ہے۔ برسہا برس سے میں فکرمند تھا کہ جس کسی کو بھی دیکھا جائے وہ کسی نہ کسی بشری کمزوری میں مبتلا ضرور نظر آتا ہے۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جو قلب وجگر میں کانٹا بن کر چبھتا تھا مگر میرے پاس اس کا کوئی حل نہ تھا۔ دل چاہتا ہے کہ حضرت مجاہد ملت کے جواب سے پیشتر اپنے سوال کی ہلکی سی تفصیل پیش کردوں۔ مثلاً آپ کی نظر میں بھی کتنے ایسے ہوں گے جن کی عبادت و ریاضت اور زہد وتقویٰ پر آپ کو کوئی شبہ نہیں مگر اسی کے ساتھ آپ نے کسی مجلس میں اس کو دیکھا تو وہ اپنی تعریف وتوصیف میں مست بے خود نظر آیا۔ جھوم جھوم کر اپنی تعریف کرا رہا ہے ویسے ہی کسی دوسرے عابد کے یہاں پہنچے تو وہاں دوسروں کی مذمت اور برائی سے دل بہلایا جا رہا ہے اور کسی تیسرے زاہد کے یہاں پہنچے تو بغض وعنا اور کینہ پروری کی باتیں ہو رہی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس جہاں کہیں جاتے ہیں کچھ ایسی ہی باتیں سنائی دیتی ہیں۔ جس سے دل و دماغ پر کچھ ایسے تاثرات پڑتے ہیں کہ اس پارسا کی ساری عبادت وریاضت تو پیٹھ پیچھے رہ جاتی ہے اور اس کی بشری کمزوری سراپا عیب بن کر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ دل یہ چاہتا تھا کہ کبھی مجاہد ملت کے حضور اس سوال کا حل دریافت کیا جائے۔ اتفاق دیکھئے کہ سلطان پور کی

طرف سے واپس آیا اور حضرت دفتر پاسبان میں موجود تھے حسب عادت و معمول میں حضرت کے پاؤں دبانے لگا نہ جانے کہاں کہاں کی باتیں ہو رہی تھی کہ اس درمیان میں حضرت نے ازخود فرمایا۔ بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ بزرگوں کی صحبت سے زیادہ مفید ہے یہ سنتے ہی میرے کان کھڑے ہوئے اور پورے انہماک سے متوجہ ہو گیا۔ اتنا فرما کر حضرت خاموش ہو گئے مجبوراً میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات میرے سمجھ میں نہیں آئی کہ بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ۔ بزرگوں کی صحبت سے زیادہ مفید ہے۔ تب حضرت مجاہد ملت نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ بزرگوں کی سوانح حیات میں علی العموم ان کے کشف و کرامات وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے جس کو پڑھ کر ان کی طرف دل جھکتا ہے۔ لیکن بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہونے والا ان کی عبادت و ریاضت کو دیکھتے ہوئے جب ان کی بشری لغزش یا بشری کمزوری کو دیکھ لیتا ہے تو اس کے دل میں تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سنتے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے دل میں کوئی پھوڑا تھا جس کا ابھی آپریشن کر دیا گیا اور ساری آلائش باہر پھینک دی گئی۔ میں ہفتوں حیران رہا کہ یا اللہ ابھی تو بات قلب کے گوشے میں تھی۔ ایک سوئی ہوئی خلش تھی جو کبھی کبھی دل کی دھڑکنوں میں جاگ اٹھتی تھی ابھی کوئی حرف نوک زبان پر نہ آیا تھا کہ اس کا جواب مل گیا۔ مگر رفتہ رفتہ دل اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ اللہ والوں کے قلوب آئینہ سے زیادہ صاف اور چاند سے زیادہ روشن ہوتے ہیں۔

شاگردوں کو پانی میں چلایا

حضرت علامہ عبد الرب حبیبی مراد آبادی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں حضور مجاہد ملت منصب تدریس پر فائز تھے۔ کسی جلسے کے سلسلے میں شہر سے متصل دیہات اکّا میں جانا ہوا۔ درمیان میں ایک ندی بھی پڑتی تھی۔ رات موسلا دھار بارش ہوئی تمام علاقے جل تھل ہو گئے ندی بھر گئی صبح دیکھا گیا کہ تمام علاقے زیر آب ہیں۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ پانی اتر جانے پر واپسی کا قصد کیا جائے لیکن حضور مجاہد ملت فوری واپسی کے خواہاں تھے تا کہ درس کا ناغہ نہ ہو کیونکہ آپ نے اپنے استاد حضرت صدر الافاضل مولانا سیّد

نعیم الدین قدس سرہٗ سے وعدہ کرلیا تھا۔ آپ کے ساتھ جامعہ کے چار طلبہ (شمس العلما مفتی) نظام الدین بلیاوی (مفتی اعظم اڑیسہ) مولانا عبدالقدوس بھدرکی، مولانا مسعودالحسن موضع اکّا، مرادآباد اور راقم الحروف (عبدالرب خان،) بھی شامل تھے۔

مجھ پر زمانہ شاگردی سے حضور مجاہد ملت کی نظر عنایت تھی لہٰذا میں نسبتاً بے تکلف تھا واپسی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس حالت میں جب کہ آس پاس کے علاقے زیر آب ہیں کیونکر واپسی ہوسکتی ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ نے کچھ دیہاتیوں کو دکھایا جو گاؤں سے باہر اسی حالت میں جا رہے تھے اس زمانے کے دیہاتی لوگ ایسے مواقع کے لئے بڑے سائز کے کدو، کنہڑے کو خشک کر کے رکھ لیتے تھے اور پانی میں اس کے سہارے بہتے تھے جیسے آج کل کے زمانے میں تیراکی سیکھنے والے ٹائر میں استعمال ہونے والے ٹیوب کی مدد لیتے ہیں۔ میں نے کہا ان کے پاس پانی میں بہنے کے لئے اسباب ہیں ہمارے پاس کیا سامان ہے۔ حضرت مجاہد ملت نے فرمایا دیہاتی لوگ تو اپنی ضروریات کے لئے چلے جائیں اور ہم مولوی صاحبان دیکھتے رہ جائیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ ایک لڑکا میری انگلی پکڑ لے دوسرا اس کی تیسرا دوسرے کی اور چوتھا تیسرے کی اس طرح باہر نکل جائیں گے۔ میں نے کہا میں کسی لڑکے کی نہیں بلکہ براہ راست آپ کی انگلی پکڑوں گا۔ بہرحال اس طرح حضرت شاگردوں کے ہمراہ جامعہ واپس آگئے اور حسب معمول درس دیا۔ دن کے وقت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم تو حضرت کے ساتھ فلاں علاقے میں گئے تھے وہ تو نشیبی علاقہ ہے۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے زیر آب ہوگا واپس کیسے آئے۔ کہا حضرت قسمت تھی کہ واپس ہوگئے ورنہ حضور مجاہد ملت نے تو ڈبو دیا تھا۔ دریافت فرمایا کیا ہوا تھا کہا حضرت ہونا کیا ہم لڑکوں کو لے کر پانی میں اتر گئے اور واپسی اختیار فرمائی۔ پہلے ٹخنوں تک پانی میں آئے پھر گھٹنوں تک پھر پاؤں کے نیچے زمین نہیں تھی پتہ نہیں کیا کیا پڑھتے ہوئے چلے آئے۔ یہ سن کر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ آب دیدہ ہوگئے فرمایا آج تم چاروں کو ترایا ہے میدانِ محشر میں نہ جانے کتنے گنہگاروں کو پار لگادیں گے۔

غیبی نظر

ممبئ میں ایک غیر مقلد سے مناظرہ ٹھن گیا۔ شرائط مناظرہ طے کرنے حضور مجاہد ملت اور راقم الحروف (عبدالرب مرادآبادی) اور دیگر دو تین آدمی گئے وہ غیر مقلد ایک دومنزلہ عمارت پر ایک کمرہ میں مقیم تھا وہاں شرائط مناظرہ طے ہوا جب حضور مجاہد ملت اپنے قافلہ سمیت واپس چلنے لگے تو غیر مقلد کہتا ہے کہ حبیب الرحمٰن! جس طرح اس وقت تمہارا پیٹ دیکھ رہا ہوں اسی طرح کل مناظرہ میں تمہاری پیٹھ دیکھوں گا۔

حضور مجاہد ملت نے مسکرا کر فرمایا کہ کل مناظرہ میں تمہارا منہ ہی نہیں دیکھوں گا۔ مشیت الٰہی سے اسی رات اس غیر مقلد کا انتقال ہوگیا یہ تھی غیبی نظر۔ جو آپ کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں اہل علم اس سے نا آشنا تھے۔ (راوی مولانا عبدالرب مرادآبادی)

بحری جہاز رک گیا

۱۹۷۳ء میں عید الفطر کے کچھ دنوں بعد حضرت اڑیسہ سے کلکتہ تشریف لائے۔ ممبئ میل براہ الٰہ آباد سے ریزرویشن کرایا۔ حضرت کو حسب معمول الٰہ آباد میں بریک جرنی کر کے ۲-۳ یوم کے بعد ممبئ جانا تھا۔ فرمایا اڑیسہ اور الٰہ آباد کے کچھ حاجی صاحبان حج کے لئے روانہ ہونے والے ہیں انہیں الوداع کہنے کے لئے ممبئ جاؤں گا۔ کلکتہ سے روانگی کے وقت میرے علم کے مطابق حضرت کے پاس بہت معمولی رقم تھی۔ حسب پروگرام حضرت الٰہ آباد میں قیام فرما کر ممبئ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اس انگریزی سال میں دوبار ماہ جنوری کے اوائل پھر ماہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں حج ہوا تھا۔ ماہ جنوری ۱۹۷۳ء میں حضرت حج وزیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے تھے۔ یہ واقعہ دسمبر کے حج کا ہے۔ ممبئ پہنچ کر حضرت نے وہاں مقیم مریدین ومتوسلین سے فرمایا کہ میرے لئے بھی کوشش کرو کہ ایک اور حج کرلوں، سرکار کے روضہ انور کی زیارت کرلوں (اس زمانے میں پانچ سال کی قید تھی کہ جو ایک بار حج کر چکا ہے۔ پانچ سال سے پہلے دوبارہ نہیں جاسکتا تھا) متعلقین نے تعمیل حکم کے مطابق کوشش شروع کردی لیکن یکے بعد دیگرے بحری جہاز روانہ ہوتے گئے

حضرت کے لئے گنجائش نہیں نکل سکی متعلقین نے ناکامی کا اعتراف کرلیا بلکہ آخری جہاز نے بھی شام ۴ بجے لنگر اٹھا دیا۔ رات کے آٹھ بجے کے لگ بھگ پھر وہی جہاز جسے ساحل چھوڑے تقریباً ۴ گھنٹے بیت چکے تھے پھر لنگر انداز ہوا اور اعلان ہوا کہ آٹھ افراد کی مزید گنجائش ہے۔ متعلقین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی حضرت کے علاوہ ڈاکٹر مزمل جیبی اور ان کی اہلیہ مرحومہ اور دیگر صاحبان جو حضرت علیہ الرحمہ کی ذات سے وابستہ تھے جن کے نام میری یادداشت میں اس وقت نہیں ہیں سوار ہوئے تب کہیں جاکر جہاز نے اپنا سفر شروع کیا۔ حضرت مولانا سید عبدالتواب حبیبی صاحب پکسراواں ضلع رائے بریلی کا بیان ہے کہ عارف باللہ حضرت دولہا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ٹوپی والے بابا کے نام سے مشہور تھے مجھ سے فرمایا کہ اس مرتبہ حضرت تشریف لائیں تو مجھے بھی ان سے مرید کرادینا۔ دریافت کیا کیوں؟ فرمایا کہ پوچھوں گا کہ جہاز کیسے روکا جاتا ہے۔ کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا مولانا صاحب یہ تو ہوسکتا تھا کہ جہاز نہ جاتا لیکن یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ حضرت نہ جاتے۔

(کرامات حضور مجاہد ملت، مرتبہ: مدثر حسین حبیبی)

حضور مجاہد ملت کی ہر اعضا سے تسبیح کی آواز

حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی ناگپوری، امیر دعوت اسلامی ہند بیان کرتے ہیں کہ جامعہ عربیہ ناگپور کی درسگاہ میں ایک دن برسبیل تذکرہ میرے استاذ مولانا عبدالرشید صاحب اشرفی حضور مجاہد ملت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے لگے کہا جب میں جامعہ عربیہ سلطان پور میں پڑھتا تھا ایک شب حضور مجاہد ملت جامعہ عربیہ تشریف لائے اور ایک کمرے میں قیام پذیر ہوئے رات کا اخیر حصہ تھا میں اپنی ضرورت کے لئے اٹھا حضور مجاہد ملت کے کمرے کے پاس سے گذرا کمرے سے کچھ آواز آئی دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا میں نے جھانک کر دیکھا تو یہ نظر آئی کہ حضور مجاہد ملت کا ہر عضو الگ الگ ہے اور ہر حصے سے تسبیح کی آواز آرہی ہے اس حال کو دیکھ کر وہ برداشت نہ کرسکے اور پلٹ کر بستر پر پڑ گئے۔

میری آواز کھل گئی

حسان الہند بیکل اتساہی، بلرام پور (سابق ایم پی) بیان کرتے ہیں کہ میں پہلی بار بالاسور اڑیسہ کے عرس میں حاضر ہوا تھا۔ حکم تھا حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کا۔ ممبئ کے ایک عظیم مشاعرے سے پہلے ہی میری آواز جانے کیسے گرفتہ ہوگئی تھی۔ ممبئ مشاعرے کے داعی شکیل بدایونی تھے۔ ممبئ ایک دن پہلے پہونچا تھا۔ مشاعرے میں پہونچنے سے کچھ گھنٹے قبل مجھے بولنا دشوار ہوگیا، معلوم نہیں کیا کھلا دیا گیا تھا۔ اچانک ایسا ہونا بہت کچھ سوچنے پر مجبور کررہا تھا۔ وہاں ڈاکٹروں نے دیکھا بھالا اور یہ تشخیص کی کہ مجھ کو کچھ کھلا دیا گیا ہے علاج کیجئے صرف گلا متاثر ہوگا۔ جسم کے اور کسی حصے پر کوئی اثر نہ ہوگا مگر علاج مہینوں کرنا ہوگا۔ میں دو ادارولے کر گھر آگیا اور یہاں بھی لوگوں کو دکھایا مگر کسی طبیب ڈاکٹر کے سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا، کوئی نہ کوئی گولی، مکسچر دے دیا جاتا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد حضور مجاہد ملت کا حکم نامہ ملا کہ تجھے بالاسور عرس میں پہنچنا ہے۔ میں بلا عذر تاریخ عرس سے پہلے چل پڑا اور عرس میں حاضر ہوگیا۔ اسٹیج پر تقریریں زوردار ہورہی تھی نعت خواں نعتیں لہک لہک کر پڑھ رہے تھے۔ اور ایک میں تھا کہ دل ہی دل میں کُڑھ رہا تھا۔ حضور مجاہد ملت نے سارا حال پوچھا اور کہا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں تم مداح رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہو تمہاری آواز کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ چلو اسٹیج پر دعا کرائی جائے گی انشاء اللہ آواز کھل جائے گی۔ میں حضور مجاہد ملت کے ساتھ اسٹیج پر پہونچا تو حضور مجاہد ملت نے اپنی صدری کی جیب سے سیاہ مرچیں نکالیں اور مجھے دیا کہ اسے چبا کر چوس لو۔ میں نے مرچیں چبائیں اور چوسنا شروع کیا میرے خیال سے پانچ دس منٹ ہوئے تھے کہ میرے گلے میں خراش سی محسوس ہوئی اور کھانسی جیسی آئی۔ بس کیا تھا آواز صاف سریلی ہوگئی۔ میں نے عقیدت سے اسٹیج پر نعت رسول پیش کی پھر مجاہد ملت نے دیر تک دعائیں فرمائیں۔ اسی وقت حضور مجاہد ملت نے اپنی ٹوپی اتار کر مجھے پہنا دی جسے اب تک تبرک کی طرح میں نے محفوظ رکھا ہے۔

جیل کی سلاخیں بے اثر

خلیفۂ حضور مجاہد ملت مدثر حسین حبیبؔی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حکومت یوپی نے آپ کو گرفتار کر کے غازی پوری جیل بھیجا دیا تا کہ آپ پر اتنی سختی کی جائے کہ آئندہ کسی کو اس قسم کی تقریر کی جرأت نہ ہو۔ اتفاق سے وہاں کا جیلر بھی متعصب دیوبندی تھا (یہ بات راقم کو خود حضرت نے بتائی تھی) وہ اپنے طور پر بھی حضرت کو تکلیف دیتا تھا۔ گھٹیا قسم کا کھانا فراہم کرتا جب کہ حضرت کے مزاج میں نفاست پسندی تھی بھلے ہی سادا کھانا ہو۔ حضرت نے احتجاجاً نفل روزہ رکھنا شروع کیا اور جیل سے فراہم کردہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ جیلر نے سوچا ۲-۳ دن میں جب بھوک کی شدت ستائے گی خود ہی روزہ رکھنا ترک کر دیں گے اور جو مل جائے گا اسے غنیمت جانیں گے۔ لیکن جب کئی دن ہو گئے تو اسے فکر لاحق ہوگئی کہ ویسے بھی ان کے عقیدت مندوں کی جانب سے ان کی گرفتاری پر احتجاجات ہو رہے ہیں انہیں اسپیشل کلاس دیئے جانے کی مانگ ہو رہی ہے ایسے میں انہیں نہ کھانے کی وجہ سے کچھ ہو گیا تو میری بھی شامت آجائے گی۔ لہٰذا کئی دن کے بعد اس نے اچھا کھانا ان کو بھیجوایا۔ حضرت نے روزے کی نیت کر لی تھی لہٰذا کھانا واپس کر دیا وہ خود آیا اور کہنے لگا آپ تو عالم ہیں یہ کوئی فرض روزہ تو ہے نہیں آج روزہ توڑ دیجئے کل رکھ لیجئے گا لیکن حضرت نے انکار کر دیا شام کو وہ خود افطار لے کر حاضر ہوا۔ اور پھر قاعدے کا کھانا ملنے لگا۔ پھر اس جیلر سے ایک رات کی ڈیوٹی پر تعینات ایک سپاہی نے گذارش کی کہ میری ڈیوٹی کی جگہ بدلوا دیجئے ورنہ مجھے خدشہ ہے کہ میری ملازمت چلی جائے گی۔

جیلر کے استفسار پر بتایا کہ مولانا صاحب رات کو اپنے کمرے میں نہیں ہوتے ہیں! پھر کہاں ہوتے ہیں؟ اس نے پوچھا! بتایا کہ چار دیواری کے فلاں گوشے میں کسی بزرگ کی قبر ہے وہیں عبادت کرتے ہیں۔ جیلر نے کہا یقیناً تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے یا تم ان سے بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہو بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔؟

سپاہی نے کہا آج رات آپ خود دیکھ لیجئے گا اس نے حامی بھر لی شام کو آکر کمرہ چیک کیا تالا وغیرہ ٹٹول کر دیکھا دروازے کا معائنہ کیا اور مطمئن ہو کر سپاہی سے کہا کہ اگر آج

رات بھی کمرے سے باہر ہوئے تو مجھے اطلاع دینا۔

رات گئے سپاہی نے آ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں اطلاع دی کہ کمرہ خالی ہے! آیا دیکھا تو واقعی کمرہ خالی تھا بہت سٹپٹایا پوچھا کہاں عبادت کرتے ہیں۔ سپاہی نے رہنمائی کی دور سے دیکھا کہ کوئی عبادت میں مشغول ہے نیم تاریکی کی وجہ سے شناخت تو نہیں ہوسکتی تھی لیکن کوئی موجود ضرور ہے۔ جوں جوں قریب ہوتا گیا ہیولیٰ صاف ہوتا گیا جسامت سے یہی اندازہ ہوا کہ وہی ہیں لیکن جب بالکل نزدیک پہنچا تو ہیولیٰ بھی غائب تھا۔ کوئی موجود نہ تھا گھبرایا ہوا جب کمرے کے نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ آرام فرما ہیں جان میں جان آئی۔

صبح اکثر اسٹاف مع جیلر ہاتھ باندھے کھڑے تھے کہ حضرت ہم لوگوں پر رحم کیجئے ورنہ نہ صرف ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے گا بلکہ الٹے قیدی بھی بننا پڑے گا۔ آپ کا جی چاہتا ہے تو آپ کے کمرے سے باہر چلے جاتے ہیں کبھی آپ کا جی چاہا تو جیل سے باہر چلے جائیں گے پھر کیا ہوگا؟ حضرت نے حسب معمول انکساری کا مظاہرہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

ویسے ہمارے بزرگوں میں ضرور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ایسی صلاحیت ہے تم لوگ اس بات کا اطمینان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن محبوب بندوں کو یہ اختیار عطا فرمایا ہے وہ میدان نہیں چھوڑتے ہیں۔

☆ جب ملک میں ایمرجنسی نافذ تھی اور حضرت میسا میں گرفتار تھے۔ رجب المرجب کی ابتدائی تاریخوں میں جب اجمیر مقدس میں سلطان الہند عطائے رسول خواجہ خواجگاں سیّدنا معین الدین چشتی سنجری اجمیری قدس سرہ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ حضرت کئی دن جیل خانے میں موجود نہیں تھے۔ گورنمنٹ کے عملہ نے ان کی بازیابی کے لئے انتہائی رازداری کے ساتھ متعدد امکانی جگہ چھاپے مارے تھے۔

اجمیر مقدس میں حکیم یونس نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ نے حضرت کو دیکھا بھی تھا۔ ان کا بیان ہے کہ وہ مسجد اولیا میں دلائل الخیرات شریف کا ورد فرما رہے تھے کہ معاً ان کی نگاہ بائیں جانب اٹھی روضہ اقدس کے سامنے اِزدِحام میں انہیں حضرت نظر آئے وہ اپنے معمولات کو ادھورا چھوڑ کر لپکے کہ حضرت سے مل کر خیریت دریافت کریں کب رہائی ملی

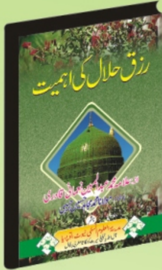
معلوم کریں گے؟ قبل اس سے کہ وہ حضرت تک پہنچتے حضرت آستانے میں داخل ہو گئے انہوں نے بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبوراً نکاسی کے دروازے میں آکھڑے ہوئے کافی دیر تک انتظار کیا لیکن پھر زیارت نہیں ہوئی۔عرس کی تقریبات کے بعد حضرت پھر جیل میں آموجود ہوئے لہٰذا معاملے کو دبا دیا گیا۔

نگاہ ولایت

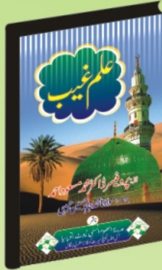
دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ اہلسنّت و جماعت کا ایک دینی، فکری اور مرکزی ادارہ ہے قلب شہر سے تقریباً تیس کیلومیٹر دور گومتی نگر نیا لکھنؤ میں یہ عظیم علم وادب کا گہوارہ، تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرر ہا ہے۔آج سے تقریباً چالیس سال قبل گومتی نگر کا علاقہ جنگل نما تھا جہاں جنگلی درندے برسرِ عام گھوما کرتے تھے اور عصر کے بعد اس علاقہ میں جانا دشوار تھا۔ دارالعلوم کے لئے جب زمین خریدی گئی تو لوگوں نے واویلا مچایا کہ بہت بڑی غلطی ہے لیکن جب مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور حضرت امین شریعت رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور مدرسہ کی سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے تو حضور مجاہد ملت نے فرمایا قاری صاحب جنگل میں ایک دن منگل ہوگا ہاں آپ ایک مسجد ضرور بنا لیجئے گا ورنہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا قاری صاحب نے فرمایا حضور حکم کی تعمیل کی جائے گی۔اور آپ نے ایک عالیشان رضا مسجد کی تعمیر کروائی اور حضور نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے ظہر کی نماز کی امامت فرمایا کر افتتاح کیا۔آج حکومت اتر پردیش نے اس علاقہ کو نیوسیٹی بنایا ہے حدنگاہ کالونی سسٹم عمارتیں نظر آتی ہیں لیکن کہیں بھی مسجد کا نام ونشان نظر نہیں آتا ہے۔اور گذشتہ بی۔جے۔پی حکومت نے باقاعدہ طور پر پابندی عائد کردی تھی کہ یہاں کوئی مسجد نہیں بن سکتی ہے۔ایسے میں تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ حضور مجاہد ملت کی نگاہ بصیرت نے مشاہدہ کرلیا تھا کہ آنے والے دنوں میں وہاں مسجد کی تعمیر ممکن نہیں ہوگی اس لئے آپ نے شدت سے فرمایا تھا مسجد ضرور قائم کی جائے۔

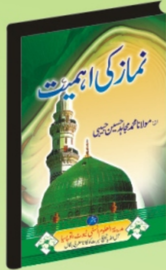
(راوی: قاری ابوالحسن برکاتی ناظم اعلیٰ دارالعلوم وارثیہ، لکھنؤ)

تبلیغ سیرت کی مطبوعات

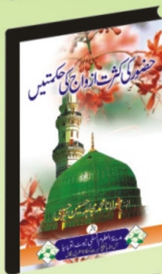


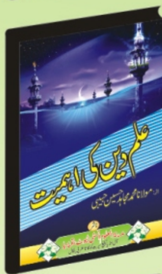


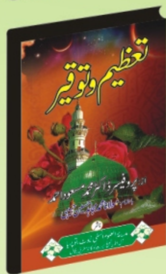




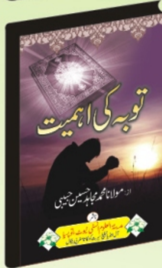












Published by

MADINATUL ULOOM INSTITUTE, TOPSIA

ALL INDIA TABLEEGH -E- SEERAT KOLKATA, WB

E-mail: tableegh.e.seerat@gmail.com Mob. 9830367155

Created by : Digital Graphics, Mob. 9830829976